رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۰۶

ڈِٹھا نور محمدی ڈٹھا نبی رسول نانک قدرت دیکھکر خودی گئی سب بھول

یھدی اللہ لنورہ من یشاء

نور

رمضان انجمن

قادیان

KHILAFAT LIBRARY

ضوابط

(۱) یہ پرچہ مہینے میں دو دفعہ شایع ہوتا ہے

(۲) عام قیمت سالانہ عہ ششماہی عہ واعظین اور طلباء سے عہ پیشگی

(۳) امرائے اعظام سے امتیازی قیمت صمہ سالانہ جو کچھ عطا کریں۔ وہ عطیہ تصور ہو گا۔ اور ایسے حضرات کے اسم گرامی سرپرستان اخبار کی فہرست میں درج ہونگے۔

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور اس کی برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت بیان کرنا۔

(۲) آریوں اور عیسائیوں کے حملوں سے اسلام کو بچانا

(۳) الزامات کے گرد و غبار کو اسلام کے منور چہرے سے بدلایل عقلی و نقلی دور کرنا (۴) تاج برطانیہ کی خیر خواہی سکھ قوم میں بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم کا پرچار کرنا۔

نمبر ۲۲ و ۲۳ ایڈیٹر محمد یوسف دوان جلد ۳

زنبیل

ایک بیراگی کی کرتوت۔ ریاست بہاولپور کے مقام اوچ میں ۴۔ اگست کو باواٹو ہیندداس بیراگی جو وہاں کے ٹھاکردوارے کا پوجاری ہے بموجب حکم منصف صاحب بڑے گھر بھیجا گیا ہے بیراگی جی آدھی رات کے بعد ایک عورت کو کلنکت کرنے کے لئے اس کے گھر پڑ رہے مگر اس کے خاوند کے جاگنے اور شور کرنے پر بیراگی جی کو بھاگنا پڑا۔ پولیس میں تین گواہوں نے ٹوہن داس کا بھاگنا تسلیم کیا۔ اس کے چال چلن کے متعلق مدت سے شکایت سنی جاتی تھی۔ پنچایت بھی ملامت کر چکی تھی مگر نفس پرستی نے اسے اندھا کر رکھا تھا۔ اب اس کے خلاف مقدمہ کھڑا کیا جائیگا۔ ایسے سادھوؤں سے لوگوں کو دور رہنا چاہئے

میسور میں یونیورسٹی۔ ہندو اور مسلم یونیورسٹی تو ابھی تک عالم وجود میں نہیں آئیں لیکن ایک اور نئی یونیورسٹی میسور میں کھلنے کی تجویز ہو رہی ہے۔ اسکے متعلق جو کمیٹی بنائی گئی ہے۔ اس نے اپنی رپورٹ مکمل کرلی ہے یونیورسٹی میں سائنس۔ زراعت۔ میڈیسن انجینیرنگ۔ قانون اور معلمی کی تعلیم دی جائے گی ۔ ۴۰۔ ۴۰ لاکھ روپیہ کے خرچ کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ جس کے لئے گورنمنٹ ہند سے رجوع کیا جائیگا۔ اس میں ریاست میسور کے تمام کالیج ملحق ہیں۔

ڈاکو عمر قید۔ مشہور رہزنی ڈاکو ناگا سینا پالی کو جو حال میں گرفتار ہوا ہے سشن جج سینگا ٹنگ نے چوری اور آدمیوں کو نشانہ بندوق سے زخمی کرنے کی پاداش میں عمر بھر قید کی سزا دی۔

براہمنوں کا اخراج۔ کچھ عرصہ ہوا کہ اخبارات نے اس واقعہ پر سختی سے اعتراض کیا تھا۔ کہ براہمنوں کو افغانستان کی حدود سے خارج کیا جاتا ہے۔ اسکے متعلق یہ معلوم ہوا کہ افغانستان سے تمام براہمنوں کو نہیں خارج کیا گیا۔ بلکہ بعض ایسے ہندوؤں کو جو وہاں شرارت پھیلاتے تھے خدا جانے کون سچا ہے۔ آیا خارج شدہ لوگ یا امیر صاحب۔ لیکن عقل اس امر کو کیسے باور کر سکتی ہے۔ کہ تمام کو ایک لاٹھی سے ہانکا گیا ہو۔ بہر حال شرارتی لوگوں کو ہی جلا وطن کیا گیا ہوگا۔

مدراس کے قلعہ سینٹ جارج سے نقدی کے آٹھ صندوقوں میں سے ایک صندوق ۱۲ ار کی رات کو چوری چلا گیا۔ تلاشی پر صندوق خندق سے ملگیا۔ مگر اندر کا مال غائب تھا۔ اس میں پانسو روپیہ نقد بعد ۲۵ سو روپے کے نوٹ تھے۔

(اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپ کر بہتمم محمد یوسف کے لئے قادیان سے شایع ہوا۔)

روزہ اور اُس کی خوبیاں

KHILAFAT LIBRARY

اس میں کوئی شک نہیں کہ صوم صلوٰۃ مسلمانوں کا ایک فرض ادنےٰ ہے۔ جب میں اوّل اوّل مشرف بہ اسلام ہوا۔ تو میں نے اپنے چند دوستوں سے صوم کے متعلق چند مسائل پوچھے۔ تو ان دوستوں نے مجھے کچھ تسلی بخش جواب ندیا۔ اور اسیطرح میں نے اکثر دیگر احباب کرام سے بھی صوم کے مسائل کے متعلق واقفیت حاصل کرنی چاہی۔ مگر مجھے آخر بہت دیر کے بعد یہ پتہ لگا کہ ہم میں بہت ہی کم ایسے لوگ ہیں جو صرف و نحو یا صوم کے مسائل سے واقف ہوں۔ ورنہ عوام الناس تو صرف لکیر کے فقیر ہی بنے ہوئے ہیں۔ بہر حال یہ حالت دیکھ کر میرے دل کو ٹھیس لگی اور میں اس بات کے درپے ہوا۔ کہ صوم پر ایک چھوٹی سی کتاب یا ٹریکٹ لکھا جاوے جسمیں صوم کے کل مسائل پر اجمالی طور سے بحث ہو جو مسلمانوں کو دلوں میں روزوں کو وہی عظمت قائم کرے جسپر ہمارے بندگان ملّت زمانہ سلف میں عمل پیرا تھے روزے مسلمانوں کے لیے فرض ہیں۔ اور فرض کی ادائیگی ایسی ہی لازمی ہے جسطرح زندگی کی بقا کے لیے سانس کا ہونا ضروری ہے۔ اس لیے صوم کے متعلق میں نے حتی الوسع کل مسائل کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے اور مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالےٰ ماہ رمضان میں یہ قیمتی معلومات کا مجموعہ بہتوں کے فائدہ اور نفع کا موجب ہوگا۔ اور اگر اس سے کسی دوست کو فائدہ پہنچے تو وہ اس عاجز کے لیے دعا فرمادے کہ مولے مجھے دین و دنیا میں مظفر و منصور کرے۔

روزہ روزہ کیا ہے؟ کہ اپنے پیارے محبوب کی رضامندی کی خاطر کچھ عرصہ کے لیے چند جائز امور کا ترک کر دینا۔

اسلام میں وہ معین وقت رمضان کا مہینہ ہے۔ جسمیں خدا کے حکم کے موافق ہر روز پو پھٹنے سے لے کر سورج کے ڈوبنے تک کھانے پینے اور نفسانی شہوات سے کنارہ کیا جاتا ہے۔ رمضان کے روزہ فرض ہیں۔ اور اسکے سوائے دیگر اختیاری یا نفلی روزے بھی ہیں۔

روزہ کا جسم کیا ہے یہی صبح سے شام تک کھانا پینا اور مباشرت چھوڑ دینا۔ اور روزہ کی روح آنکھوں۔ کانوں۔ زبان۔ ہاتھ۔ پاؤں اور جمیع اعضا کو ایسے امور سے باز رکھنا ہے۔ جو خدا نے اپنی کتاب میں ناجائز ٹھہرائے ہیں۔

روزہ کا وجود حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے ہے۔ اور کل اقوام عالم میں اسکا وجود کم و بیش پایا جاتا ہے۔ توریت میں کئی جگہ روزہ کا ذکر آیا ہے حضرت مسیح علیہ السلام نے بیابان میں ۴۰ روزے رکھے۔ ہندؤں میں برت رکھنے کا عام دستور ہے۔ آریہ لوگ بھی خاص وقتوں میں روزہ رکھتے ہیں۔ تمام مذاہب اور تمام اقوام میں روزہ کے وجود کا پایا جانا اس کی فضیلت اور عظمت کا بدیہی ثبوت ہے۔

روزہ کی خوبیوں کے آریہ تک اقراری ہیں۔ چنانچہ آریوں کے اخبار ہتکاری امرتسر مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۰۷ء میں لکھا ہے کہ نیویارک میں ایک شخص نے چالیس دن کا روزہ رکھا۔ گنٹھیا کے مرض میں یہ شخص مبتلا تھا۔ اب اُس کا گنٹھیا جاتا رہا۔ اور آریوں کے رسالہ دھرم اوپدیشک لاہور بابت ماہ مارچ ۱۹۰۵ء کے آخری ورق میں لکھا ہے۔ کہ اگر لوگ کبھی کبھی ضرورت کے موافق فاقہ کر لیا کریں تو اُن کے معدہ کی نہ صرف زائل شدہ طاقت حاصل کرنے میں کامیابی ہوگی۔ بلکہ دماغ صاف جسم ہلکا۔ اور تندرستی اچھی رہے گی۔ معدہ کی خرابی کا سب سے زیادہ اثر دماغ پر پڑتا ہے۔

روزہ کی خوبیاں

(۱) کھانے پینے اور جماع کرنا حیوانی کام ہے۔ اس سے جسقدر علیحدگی اختیار کیجائے اُسی قدر حیوانی کاموں سے جدا ہونے اور قوت بہیمیہ کا زور گھٹ جانے کا موجب ہے۔

(۲) تزکیہ نفس اور روحانی قوائے کی ترقی پکڑنے کا باعث ہے حرص و ہوا اور طمع کی زیادتی سے نجات پانے کا موجب ہے۔

(۳) خدا کے فرشتے کھانے پینے سے پاک ہیں۔ انسان بھی کم خوری کیوجہ سے اخلاق ملکی سے حصہ لیتا ہے۔ ایسا ہی اللہ تعالےٰ بھی کھانے پینے سے منزہ اور پاک ہے۔ انسان کم کھانے کم پینے شہوت کیطرف کم توجہ کرنے سے ملکی صفات سے متصف اور متخلق بہ خلق اللہ ہوجاتا ہے۔

(۴) نفس و شیطان سے مقابلہ اور محاربہ کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ نفس کشی اور جہاد اکبر کے لیے ایک زبردست ہتھیار ہے۔ شیطان بھوکوں کو کم ستاتا ہے۔ پس شیطان کی ایذا سے نجات پانے کا اور خواہشات نفسانی پر غالب آنے کا موجب ہے۔

(۵) ہمیشہ تکلیفیں گناہوں کا کفارہ ہوتی ہیں بھوک پیاس اور روزہ کی تکلیف بھی گناہ کا ایک زبردست کفارہ ہے۔

(۶) کوئی آدمی کسی مصیبت زدہ سے سچی ہمدردی نہیں کر سکتا۔ جب تک خود مصیبت میں گرفتار نہ ہو چکا ہو۔ امرا لوگ جو اکثر فقرا کے حال سے غافل ہوتے ہیں۔ روزہ کی بھوک پیاس اُن کو غربا کی حالت کا اندازہ کراتی اور اُن کا سچا ہمدرد بناتی ہے جس سے سچی خیرات کی ترغیب اُن کے دل میں جوش مارتی ہے۔

(۷) بھوک پیاس کی تکلیف جھیلنے کی وجہ سے انسان ہمیشہ کے لیے صبر و استقلال کا خوگر ہو جاتا ہے۔ کامل ایک ماہ تک بھوک پیاس کی مشق کرنے کی وجہ سے ریاضت کا عادی ہو جاتا ہے۔ مصائب اور تکالیف میں گھبراہٹ سے دُور رہتا ہے۔

(۸) روزہ میں چونکہ سچی بھوک پیاس ہوتی ہے اسلیے افطار کے وقت خواہ کیسا ہی بُرا بھلا کھانا ملجائے اُسپر قناعت کرتا ہے۔ تھوڑے بہت پر قانع ہوتا ہے۔ اور اس طرح صبر و قناعت کی عادت سیکھ جاتا ہے۔

(۹) سچی بھوک کے بعد وہ جو کچھ کھاتا ہے خوب انگ لگتا ہے۔ اور اچھی طرح جزو بدن ہوتا ہے۔ اس طرح صحت اور طاقت کی افزائش کا موجب ہوتا ہے۔ کم کھانا۔ کم پینا۔ کم جماع کرنا یوں بھی صحت کے لیے نہایت مفید ہے۔ اس طرح پر بھی روزہ صحت کا محافظ ہے۔

(۱۰) روزہ سے انسان میں نرمی اور بُردباری کی عادت پیدا ہوتی ہے۔ مصیبت اور تکلیف انسان کے لیے ایک بڑی بھاری تعلیم وہ ہے۔ روزے کی تکلیف انسان کو منکسر اور بردبار بنا دیتی ہے غرور اور تکبر توڑ دیتی ہے۔

(۱۱) سارے دن کی بھوک پیاس کے بعد انسان کو جب کھانا۔ پانی ملتا ہے۔ تو وہ سچے دل سے خدا کا شکریہ ادا کرتا ہے تو وہ سچے دل سے خدا کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ اس کے سارے اعضا اور دل سچے طور سے الحمد للہ پکارتے اور خدا کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ پس روزہ خدا کی سچی شکر گذاری کی عادت پیدا کرنیوالا ہے۔

(۱۲) رسول خدا صلعم کے ارشاد کے موافق روزہ دار کا سونا اور چپ رہنا بھی عبادت میں لکھا جاتا ہے۔ یہ کس قدر روزے کی فضیلت ہے۔

(۱۳) خدا تعالےٰ روزہ دار کی فضیلت فرشتوں کے آگے بیان فرماتا ہے خاکی بندہ کی خدا فرشتوں کے آگے تعریف کرے یہ کس قدر فخر کی بات ہے۔

(۱۴) روزہ دار کی دعا اللہ تعالےٰ قبول فرماتا ہے۔ یہ کتنی درجہ کی بات ہے۔

(۱۵) روزہ انسان کی نجات کے لیے قیامت کے دن ایک زبردست شفیع ہے۔ جو بہشت میں لے جائیگا بغیر نہیں رہیگا۔

(۱۶) روزہ کا ثواب اللہ تعالیٰ خاص عطا فرمائیگا۔ روزہ نصف صبر ہے۔ اور صبر کا اجر بے انتہا ہے بے انتہا کا آدھا بھی بے انتہا ہی ہوتا ہے۔

(۱۷) قیامت کے دن امتیاز خاص کا موجب ہے بہشتیوں کو وہ اجرا وامتیاز حاصل ہوگا۔ کہ اور کسی عبادت کرنے والے کو ہو نہیں سکتا۔

(۱۸) قوت شہوی وغضبی کی مغلوبیت اور فضیلت خاموشی کے حاصل ہونے کا موجب ہے۔ بھوک۔ پیاس میں نہ تو زیادہ باتیں کرنا سوجھتی ہیں۔ نہ غصہ اور شہوت کی طرف خیال ہوتا ہے۔

(۱۹) روزہ شب بیداری کا موجب ہے۔ جو باکمال لوگوں کی خصلت ہے۔ روزہ میں تراویح کے لیے جاگنا۔ اور پھر سحرگی کے لیے جاگنا۔ تمام رات قریبًا شب بیداری میں رہتی ہے۔

(۲۰) قرآن شریف کا سننا۔ کلام ربانی کا پڑھنا۔ تراویح وغیرہ نفل ادا کرنا۔ تمام باتیں روزہ کی برکات سے ہیں۔ رمضان کا سارا مہینہ خدا کی عبادت اور نیکی میں گزر جاتا ہے ہر وقت انسان کی لو خدا کیطرف لگی رہتی ہے۔ تقوی طہارت پارسائی اور تمام اخلاق حسنہ کا منبع ہے۔ روزہ کی خوبیوں کی کوئی انتہا نہیں۔

مسائل ہلال

(۱) ۲۹ ماہ شعبان کے دن کو غور سے چاند دیکھا جائے۔ نظر آئے تو تیسویں کو روزہ رکھ لیا جائے۔ نہ نظر آئے۔ تو شعبان کے ۳۰ دن پورے کر کے اس کے بعد رمضان کی پہلی سمجھی جائے۔ بوجہ ابر یا غبار چاند نظر آئے یا نہ آئے۔

۲۔ رمضان کا چاند ایک ہی معتبر مسلمان کی شہادت سے سارا شہر قبول کرے۔ لیکن عید کا چاند دو معتبر مسلمان مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت سے قبول کیا جائے۔

۳۔ مطلع صاف اور کسی قسم کا گرد و غبار نہ ہو۔ تو بہت سے آدمیوں کی شہادت درکار ہے۔

۴۔ جس شخص نے رمضان یا عید کا چاند اکیلے دیکھا اگر اس کی گواہی قبول نہ کی جائے۔ تو وہ آپ دونوں صورتوں میں روزہ رکھے۔

۵۔ ہلال کا صرف دیکھنے پر مدار ہے نجومیوں کا قول قابل اعتبار نہیں۔

روزے کے مسائل

(۱) روزہ کی نیت کرنا ضروری ہے۔ رات ہی سے کرلے۔ تو بہتر ہے ورنہ آفتاب کے ڈھلنے سے پہلے تک جائز ہے۔

(۲) سحری اخیر وقت کھانا یعنی صبح صادق سے کچھ دیر پہلے۔ اور افطار غروب ہونے ہی فورًا کرنا۔ زیادہ ثواب کا باعث ہے۔

(۳) اگر کوئی شخص بھول کر کھا پی لے یا جماع کر بیٹھے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ قصدًا ایسا کرے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور روزہ توڑنے والے پر کفارہ لازم آتا ہے۔

(۴) کفارہ یہ ہے۔ کہ کوئی غلام آزاد کرے۔ یہ مقدور نہ ہو تو پے درپے دو ماہ کے روزے رکھے۔ اگر ضعف یا مرض وغیرہ کے سبب روزے نہ رکھ سکے تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلائے۔ یا ایک ہی فقیر کو دو وقت ساٹھ دن تک کھلا دے۔

(۵) ان عذروں کے سبب سے روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔ مرض۔ سفر۔ حمل۔ دودھ پلانا۔ سخت بھوک پیاس جس سے جان جانے کا ڈر ہو۔ بہت بڑھاپا۔ حیض۔ نفاس جب عذر جاتا رہے۔ پھر قضا کرلے۔ یعنے جس قدر روزے چھوٹ گئے اسی قدر رکھ لے۔ کبھی رکھنے کی وسعت یا طاقت نہ مل سکے۔ تو ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلا دے۔

(۶) تیل لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ نہ سرمہ لگانے سے نہ مسواک کرنے سے۔ ہاں میٹھی مسواک کرنا مکروہ ہے۔

(۷) کلی کرنا۔ یا ناک میں پانی دینا مکروہ نہیں ہے غسل کرنا۔ یا بھیگے ہوئے کپڑے کا ٹھنڈک کے واسطے پہننا بھی جائز ہے۔

(۸) روزہ دار کو کسی چیز کا چکھنا یا چکھ کر تھوک دینا مکروہ ہے۔ ہاں اگر عورت کا خاوند بد مزاج ہو۔ تو اس عورت کو سالن سے ذرا انگلی تر کر کے نمک چکھ لینا مکروہ نہیں ہے۔

(۹) عورت کا بوسہ لینا یا اس سے ملنا جلنا مکروہ نہیں ہے۔ مگر جب انزال کا خوف ہو۔ تو مکروہ ہے۔

(۱۰) اگر کسی نے عورت کی شرمگاہ کیطرف نظر کی۔ اور انزال ہوگیا۔ یا یونہی خیال کرنے سے انزال ہوگیا۔ تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۱۱) حقے کے پینے اور ناس (نسوار) لینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

(۱۲) سینگی کھنچوانے۔ پچھنے لگوانے اور فصد کھلوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۱۳) خوشبو سونگھنے خواہ کسی قسم کی ہو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۱۴) جھوٹ۔ چغلی اور بدزبانی وغیرہ سے روزہ سخت مکروہ ہو جاتا ہے۔

(۱۵) ہوا کا غبار یا چکی پیستے ہوئے آٹا یا دوا کوٹتے ہوئے دوائی کا غبار حلق میں چلا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۱۶) روزہ میں رات کو نہانے کی حاجت ہو۔ تو مستحب ہے۔ کہ سحری سے پیشتر نہالے۔ اگر بعد میں نہائے گا تو گو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ مگر ثواب گھٹ جاتا ہے۔

(۱۷) قے مونہہ بھر کے ہو تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ تھوڑی ہو تو نہیں ٹوٹتا۔ اور ایسی حالت میں قضا لازم آتی ہے۔ کفارہ نہیں۔

(۱۸) اگر دانتوں میں رات کے کھانے سے کوئی چیز اٹکی رہے اور وہ چنے سے کم ہو تو دن کو اس کے نگل جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۱۹) روزوں میں جھوٹ۔ اور زیادہ بولنے اور دنیاوی خواہشات کیطرف رغبت کرنے کی ممانعت ہے جھوٹ بولنے۔ چوری کرنے اور بدکاری سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

(۲۰) اگر کسی شخص نے ابر وغیرہ کی حالت میں بہ خیال غروب ہو جانے آفتاب کے روزہ کھول دیا اور پیچھے معلوم ہوا کہ ابھی آفتاب باقی تھا۔ تو قضا لازم آئیگی۔ کفارہ لازم نہیں ہوگا۔

(۲۱) کوئی شخص جبرًا کسی کے منہ میں کوئی کھانے پینے کی چیز ڈال دے تو روزہ افطار کرلے۔ اور پیچھے قضا کرلے۔

(۲۲) عورت کو روزہ رکھنے کے بعد حیض یا نفاس آجائے تو روزہ توڑ دے اور بعد میں رکھ لے۔

تراویح

نماز تراویح سنت موکدہ ہے۔ نماز عشا کے بعد وتروں سے پہلے ۲۰ رکعت چار چار رکعت کر کے یا دو دو رکعت کر کے۔ جماعت سے زیادہ ثواب ہے۔ ہر چار رکعت کے بعد کچھ دیر بیٹھ کر تسبیحات پڑھے۔ تراویح میں قرآن شریف سننا اعلیٰ ثواب کا موجب ہے۔ اہلحدیث آٹھ رکعت پڑھتے ہیں۔

اعتکاف

اعتکاف مسجد میں بیٹھے رہنے کو کہتے ہیں۔ کچھ دیر تک خدا کی خوشنودی کے لیے۔ اس کی مدت کم از کم ایک دن ہے۔ روزہ دار کو مناسب ہے کہ آخری دس دن میں اعتکاف کرے۔ بغیر حاجت بول و براز یا نماز جمعہ کے مسجد سے باہر نہ نکلے۔ دن رات وہیں ذکر و فکر میں غرق رہے۔ اعتکاف میں جماع کرنا اعتکاف کو فاسد کر دیتا ہے دن کو ہو یا رات کو۔ عورت کو بغیر اجازت مرد کے اعتکاف جائز نہیں۔

شب قدر

شب قدر یعنے ۲۷ ماہ رمضان کو رات بھر جاگنا اور خدا کے ذکر و فکر او نوافل میں مصروف رہنا ہزار مہینوں کے برابر ثواب رکھتا ہے۔ ہر مسلمان کو اس رات جاگنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

KHILAFAT LIBRARY

صدقہ عید الفطر

عید الفطر کی نماز سے پہلے صاحب زکوٰۃ کو صدقہ فطر دینا واجب ہے۔ صدقہ فطر یہ ہے کہ گھر کے تمام آدمیوں کیطرف سے فی آدمی دُو دُو سیر گندم یا چار چار سیر جو فقرا و مساکین و محتاجوں کو دیئے جائیں۔

عید الفطر

عید فطر کے دن پہلے کھانا کھاوے۔ مسواک کرے۔ خوشبو ملے۔ اچھے کپڑے پہنے۔ اور تکبیرات پڑھتا ہوا آہستہ آہستہ عیدگاہ کو جاوے اور پہلی دو رکعت نماز سنت باجماعت پڑھکر خطبہ سُنے اور خطبہ کے بعد دوسرے راستے سے تکبیرات پڑھتا ہوا گھر کو واپس ہو۔ عید الفطر کا وقت ۹ بجے سے لیکر ۱۱ بجے سے پہلے تک ہے۔

رمضان المبارک کے اوقات

KHILAFAT LIBRARY

رمضان المبارک	مطابق ماہ انگریزی	قادیاں میں — طلوع صبح صادق — گھنٹہ	منٹ	غروب آفتاب — گھنٹہ	منٹ
۱	اگست ۱۶	۴	۳۵	۶	۵۹
۲	۱۷	۴	۳۶	۶	۵۸
۳	۱۸	۴	۳۶	۶	۵۸
۴	۱۹	۴	۳۷	۶	۵۷
۵	۲۰	۴	۳۸	۶	۵۶
۶	۲۱	۴	۳۸	۶	۵۶
۷	۲۲	۴	۳۹	۶	۵۵
۸	۲۳	۴	۴۰	۶	۵۳
۹	۲۴	۴	۴۱	۶	۵۳
۱۰	۲۵	۴	۴۱	۶	۵۳
۱۱	۲۶	۴	۴۲	۶	۵۲
۱۲	۲۷	۴	۴۳	۶	۵۲
۱۳	۲۸	۴	۴۴	۶	۵۱
۱۴	۲۹	۴	۴۵	۶	۵۰
۱۵	۳۰	۴	۴۶	۶	۴۹
۱۶	۳۱	۴	۴۷	۶	۴۸
۱۷	یکم ستمبر	۴	۴۸	۶	۴۷
۱۸	۲	۴	۴۹	۶	۴۶
۱۹	۳	۴	۵۰	۶	۴۵
۲۰	۴	۴	۵۱	۶	۴۴
۲۱	۵	۴	۵۱	۶	۴۴
۲۲	۶	۴	۵۲	۶	۴۳
۲۳	۷	۴	۵۳	۶	۴۲
۲۴	۸	۴	۵۴	۶	۴۱
۲۵	۹	۴	۵۴	۶	۴۱
۲۶	۱۰	۴	۵۵	۶	۴۰
۲۷	۱۱	۴	۵۶	۶	۳۹
۲۸	۱۲	۴	۵۶	۶	۳۹
۲۹	۱۳	۴	۵۷	۶	۳۸
۳۰	۱۴	۴	۵۸	۶	۳۷

یہ وقت ریلوے ٹائم سے ہے۔

سالانہ تعطیل کی اطلاع

محترم ناظرین و معاونین آپکا خادم سال بھر کے بعد ایک پرچہ کی رخصت لیتا ہے۔ ۱۵ اگست اور یکم ستمبر کا اکٹھا ہی پرچہ ارسال خدمت ہے۔ ۱۵ اگست کے بعد یکم ستمبر کا پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ اور پھر اسکے بعد یکم اکتوبر ۱۹۱۲ء کو پرچہ نکلیگا اور اس اثناء میں انشاء اللہ تعالیٰ قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ کیا جائیگا۔ جسکی اطلاع پہلے ناظرین نور کو پہنچ چکی ہے سالانہ رخصت اخبار کے شروع سال میں لینے سے یہ فائدہ رہتا ہے۔ کہ ارسال شدہ وی۔پی پیکٹوں کی حساب و کتاب کے اندراج اور جدید سال کے رجسٹروں کی تیاری و ترتیب کے لیے عملہ کو مناسب موقعہ ملجاتا ہے۔

مینیجر نور

ضروری عرض

شروع اکتوبر ۱۹۱۲ء کو نور کے جن معاونین کرام کا چندہ اخبار ختم ہوگا۔ اُنکی خدمت میں سال آئندہ کا چندہ وصول کرنیکی غرض سے یکم اکتوبر کا پرچہ بذریعہ وی پی بھیجا جائیگا۔ بذریعہ خط اس امر کی علیحدہ اطلاع نہیں دیجائیگی اور جن صاحب کیطرف سے ممانعت کی تحریر نہ آئیگی سمجھ لیا جاویگا کہ وہ وی۔پی روانہ کرنیکی بابت اجازت مرحمت فرماتے ہیں۔ یقین ہی کہ تمام مخلص معاونین "نور" وی۔پی وصول فرما کر اپنے کارخانہ کو شکر گزاری کا موقعہ دینگے اور اسی پر اکتفا نہ کرکے نور کی توسیع اشاعت میں پہلی سی زیادہ مربیانہ سعی فرما کر اسکی کرنوں کو دُور دُور تک پھیلا کر عنداللہ ماجور ہونگے۔ اسلیے کہ شروع سال کے موقعہ پر احباب و اعزہ کو خریداری کی تحریک کرنا نسبتاً زیادہ مؤثر ہوتا ہی۔ یہ قومی اخبار جس خلوص قلب و صدق نیت سی پیارے اسلام کی بجا آوری خدمت میں مصروف ہے وہ ناظرین سی مخفی نہیں اسلیے اسکی ترقی اشاعت کے لیے سبکی تمام امیدیں ہمدردان قوم کی نظر کیمیا اثر سے وابستہ ہیں بلاشبہ ایک ایسے اخبار کی معاونت اور اسکی ترقی میں سعی کرنا گویا ایک قومی فرض سے سبکدوش ہونا اور اپنی مدد آپ کرنیکے مصداق ہی۔ والسلام

محمد یوسف مالک و ایڈیٹر نور قادیان

اس اخبار کی تیاری کیلئے مجھے کن کن مشکلات سے گذرنا پڑا

میری یہ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ کسی دشمن کو بھی آزمایش میں نہ ڈالے۔ یہ پرچہ جو آپکے ہاتھوں میں پہنچتا ہے۔ یہ کسقدر مشکلات کے بعد تیار کیا گیا۔ اسکو میں ہی سمجھ سکتا ہوں۔ پہلے ۲۸ صفحہ کا اخبار تیار کرکے جو خصوصیت کے ساتھ نہایت ہی خوشخط لکھایا گیا تھا۔ جسکا ٹائیٹل پیج ہی صرف ایک دن صرف کرکے کاتب نے لکھا تھا۔ اور جس میں تقریباً پورے ۱۶ صفحہ کا مضمون رمضان شریف پر تھا جو دو ہفتہ کی محنت شاقہ سے مختلف کتب کے مطالعہ کے بعد سخت جانفشانی سے تیار کیا گیا تھا۔ اور باقی ۱۲ صفحات دیگر مختلف مضامین کے تھے۔ اخبار کی کاپیاں بالکل ٹھیک ٹھاک کرکے بجائے بذریعہ ڈاک کاپیاں بھیجنے کے کاتب کے ہاتھ کاپیاں دیکر بھیجیں تاکہ جلدی سے اخبار چھپکر آجائے۔ اور ٹھیک ۱۵ اگست کو نور کے ناظرین کے ہاتھ اخبار پہنچ جائے۔

۱۲ اگست کو میں نے کاتب کے ہاتھ کاپیاں لاہور روانہ کیں اور ۱۳ اگست کو ٹھیک ۱۲ بجے کاتب ایک ناخوشگوار خبر میرے پاس لیکر آیا۔ جس نے مجھے تقریباً ½ ۱ گھنٹہ برابر محو حیرت میں ڈالے رکھا۔

وہ منحوس خبر یہ تھی کہ کاتب نے کہا جب میں بٹالہ کے اسٹیشن سے ریل پر سوار ہوا۔ تو میں گاڑی میں نماز پڑھنے لگ پڑا۔ نماز پڑھنے کے بعد میں کیا دیکھتا ہوں کہ نور کی کاپیاں اور ایک خاصی رقم روپوں کی جسے میں نے ایک رومال میں لپیٹ کر اپنے زانوں کے پاس رکھا تھا۔ نماز پڑھنے کے بعد جب میں نے دیکھا تو رقم اور نور کی کاپیاں دونو چیزیں ندارد۔

ہر چند تلاش کیا مگر نا ہی تو کاپیاں ملیں اور نا ہی روپیہ۔ کاتب سے یہ سنکر مجھے سخت افسوس ہوا۔ روپوں کا اتنا افسوس نا تھا جتنا کہ کاپیوں کے گم ہو جانے کا۔ میں نے یہ اخبار نہایت محنت سے تیار کیا تھا۔ اور کاتب کو خصوصیت سے اس لیے پریس میں بھیجا تھا تاکہ عین وقت پر پرچہ شائع ہو جائے مگر کاتب سے یہ خبر سنکر میں سخت حیرت میں ڈوب گیا۔ وقت بہت تنگ یعنی ۱۳ و ۱۴ ار صرف دو دن کی فرصت ۱۵ کو اخبار شائع ہونے کی تاریخ تھی۔ لاپرواہی سے کچھ مضمون بھی ضائع ہوگیا۔ اب

خریداراں تک اخبار وقت پر پہنچے تو کسطرح۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ احمدی احباب اخبار کے لیٹ اور تاخیر سے ساتھ پہنچنے کے عادی ہیں۔ گو وہ خود اس امر کو ایسی سختی کے ساتھ محسوس نہ کریں مگر میں اسے ایک آن واحد کے لیے بھی پسند نہیں کرتا۔ کہ جن لوگوں سے پیشگی روپیہ لیا گیا ہے ان لوگوں کو وقت پر پرچہ نا پہنچایا جائے۔ بہرحال میں نے نا آؤ دیکھا نا تاؤ اسیوقت لاہور جانے کی تیاری کرلی کہ وہاں ہی دو تین کاتبوں سے اخبار لکھوا کر دو تین روز میں شائع کردوں۔ مگر جب میں لاہور آیا اور مینیجر مطبع سے پوچھا کہ آپ اپنے کاتبوں سے اخبار لکھوا دیں۔ تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ ہمارے پاس چار کاتب تھے۔ مگر اسوقت ایک بھی کاتب نہیں۔ گھر کو گئے ہوئے ہیں۔

اس بات نے مجھے اور بھی حیرت میں ڈالدیا۔ اور خود ہی دوڑ دھوپ کرنی شروع کی۔ اگر ایک ٹانگ لاہوری دروازہ تھی تو دوسری دہلی دروازے۔ اور اس روز میں تمام دوپہر سخت دھوپ میں آنکھوں کی بیماری کے ساتھ تمام روز ادھر ادھر کاتبوں کی تلاش میں گھومتا رہا۔ دو تین معاصرین کے ذریعہ تین کاتب مہیا کیے گئے۔ میں اپنے ان معاصرین کا تہ دل سے شاکر ہوں جنہوں نے اس کام میں مجھے خاص مدد دی تقریباً چار کاتبوں کے ذریعہ ایک ہی دن میں اخبار تیار کروادیا۔

ایک طرف میری آنکھوں کی بیماری اور دوسری طرف دوڑ دھوپ نے مجھے بہت کچھ فکر میں ڈالا۔ مگر میں نے محض اس لیے کہ پرچہ کا وقت پر پہنچنا ضروری اور لازمی ہے اپنی صحت تک کی پرواہ نہ کی۔ عجلت اور جلدی کے باعث کتابت میں جو نقص اور جو جو غلطیاں رہ گئی ہیں امید کہ نور کے ناظرین میری اس شدید معذوری اور مجبوری کو مدنظر رکھتے ہوئے مجھے معاف فرمائیں گے۔

مجھے افسوس ہے کہ ۱۶ صفحہ کا رمضان شریف کا مضمون جو شدید محنت شاقہ سے تیار کیا گیا تھا جلدی کے باعث اسکے علاوہ اور بھی چیدہ چیدہ مضامین لکھنے سے رہ گئے۔ مگر کیا کیا جاتا۔ میں نے ہر چند کوشش کی کہ ۲۸ صفحہ کا اخبار ہی شائع ہو۔ مگر دو دن میں کیا ہو سکتا تھا۔ آخر جد و جہد اور دوڑ دھوپ کے بعد صرف اسیقدر تیار ہو سکا۔ ہر ایک تکلیف و رنج و محن کے تہہ میں خوشی اور مسرت پنہاں ہوتی ہے۔ فانّ مع العسر یسراً۔

KHILAFAT LIBRARY

مسلمانوں اور آریوں کی ہمدردی کا مقابلہ

ہوتی ضلع پشاور میں ایک دو ہندوؤں نے بعض مسلمان بیماروں کے ساتھ ہمدردی کا برتاؤ کیا۔ یہ تو خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ان چند بیمار مسلمانوں کی تیمارداری میں ان ایک دو ہندوؤں کی کیا غرض تھی۔ مگر اسوقت سے برادران وطن نے آسمان سر پر اٹھایا ہوا ہے۔ کہ فلاں جگہ پر ہندوؤں نے مسلمان مریضوں کی تیمارداری کی۔ برادران وطن کا کوئی ایسا اخبار نہیں ہوگا۔ جسمیں یہ ذکر نہ ہو۔ حالانکہ یہ کوئی ایسی فخر اور بڑائی کی بات نہیں ہے۔ ہر ایک انسان کے لیے اپنی نوع کی ہمدردی فرض ہے۔ قادیان میں آکر دیکھئے کہ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح کے مطب اور احمدیہ ڈسپنسری سے روزانہ بیسیوں آریہ ہندو مستفیض ہوتے ہیں۔ اور انکی تیمارداری اور معالجہ میں خاص احتیاط اور توجہ سے کام لیا جاتا ہے۔ حالانکہ قادیان کے آریہ آبادی کو ہمارے ساتھ خدا واسطے کی محبت ہے مگر ہم میں سے کبھی کسی نے یہ ظاہر نہیں کیا۔ اور نا تھے پر شکن بھی نہیں ڈالا کہ انکا کیوں اس توجہ اور احتیاط سے علاج کیا جاتا ہے۔ اور نا ہی کسی نے آج تک یہ ظاہر کیا کہ حضرت اقدس کے مطب اور احمدیہ ڈسپنسری میں کس قدر اسقدر ہندو مریضوں کو دوا دی جاتی ہے۔

اب اسکے مقابلہ میں ہوتی کیساتھ ایک یا دو ہندوؤں کا ایک یا دو مسلمان بیماروں کے ساتھ ہمدردی کرنے پہ ہندو پریس کا اسقدر شور مچانا صاف ظاہر کرتا ہے کہ برادران وطن کا یہ کام محض نمود اور نمایش کے لیئے ہے۔ ہمدردی کو اس میں بہت کم دخل ہے۔

آب نادیدم موزہ کشیدم

اسوقت خواہ کوئی برادران وطن کا پرچہ اٹھا کر دیکھ لو ہر ایک میں بڑے زور شور کے ساتھ یہ لکھا ہوا پاؤ گے۔ کہ چار دانگ عالم میں ویدوں کا پرچار کیا جاوے اور نیز اور بعض جوشیلے آریہ مہاشوں نے یہاں تک بھی کہہ دیا تھا کہ مکہ مدینہ کی دیواروں پر ویدک جھنڈا لہرایگا۔ ویدک پرچار کے لیے اخبار دیکھ صفحے کے صفحے

KHILAFAT LIBRARY

سیاہ کیے جارہے ہیں۔ بڑی بڑی ضخیم کتابیں لکھی جارہی ہیں۔ ڈی۔اے۔وی کالج۔گرروکل کانگڑی وغیرہ ایسی انجمنیں پرشستنر لاکھوں کا روپیہ خرچ کرکے محض ویدوں کے پرچار کے لیے کھڑی کی گئی ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے اپنے مقصد کے حصول کے لیے ہمارے برادران جس اسقدر شور مچا رہے ہیں۔ اس میں وہ کہاں تک کامیاب ہوئے ہیں۔ ہمیں کے لیے ہمیں دُور جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آریہ اُنشک پرتی مذہبی سبھا پنجاب سندھ۔بلوچستان کا ہفتہ واری آرگن آریہ گزٹ لکھتا ہے۔ کہ ہمیں تو شک ہے کہ تمام آریہ سماجوں کے پاس چار وید ہوں۔ جب ہمارا یہ حال ہے تو ہم کسطرح سے ویدک دھرم کو سارے سنسار میں پھیلانے کی ڈینگ مار سکتے ہیں۔

کہاں وہ شور اشوری کی تمام دنیا میں ویدک دھرم پھیلایا جائے گا۔ اور کہاں یہ بے کمی کہ تمام ہندوستان کے آریہ سماجوں کے پاس چار وید تک نہیں ہیں۔ کیا یہ دیکھنا بھالا ......

...... کی تصدیق میں اب بھی کسیکو کلام ہے۔

آپے میں رچی پیچی آپے میرے پچی جیون

اخبار ہندو کے کہنہ مشق اڈیٹر اسلامی

جوش لگام چاہتا ہے کی نامناسب سُرخی دیکہ مسلمانوں پر ہرطرح طرح کے اتہام لگاتے ہوئے اور ہرطرح زد وکوب کرتے ہوئے۔ ہندو صاحبان کی ستایش میں اپنی دلکش آواز کو اسطرح بلند کرتے ہیں۔

"دھن میں ہند و مسلمہ طور پر مسلمانوں سے زیادہ طاقت در تعلیم اور عقل میں بھی فوقیت رکھتے ہیں۔ اس لیے اگر وہ چاہیں تو اینٹ کا جواب پتھر دے سکتے ہیں۔ مگر انکا دھرم دیا

اور شانتی ہے اور وہ قدرتی طور پر شانتی پسند ہیں۔"

۱۹۰۷ء میں اُس شانتی کے جوار بھاٹا کی لہروں نے جو کچھ ہرا دکھلایا تھا وہ ہندو کے باخبر اڈیٹر سے پوشیدہ نہیں ہوگا۔ اور پھر اس شانتی کے جوار بھاٹا نے جو کچھ بنگال اور دکن میں ادھم مچایا تھا وہ بھی ہندو کے اڈیٹر سے پوشیدہ نہیں ہوگا۔ اور پھر عام کاروبار ہیں جو اس شانتی کے چنگاریاں شعلہ زن ہوتی رہتی ہیں۔ وہ بھی ہمارے مہربان سے پوشیدہ نہیں ہوگا۔ اگر شانتی اسیکا نام ہے تو پھر اس شانتی سے اشانتی اچھی۔

میدان جنگ طرابلس اور افغان مجاہدین

سراج الاخبار کابل اپنے خاص نامہ نگار مقیم مصر کی حسب ذیل مراسلت اپنی ۳۰ر جولائی کی اشاعت میں درج کرتا ہے:-

مصر، شام۔ بغداد اور اناطولیا (ایشیائے کوچک) اور استنبول خاص میں جسقدر افغان بھائی موجود تھے۔ ان کو جوں ہی سراج الاخبار کے ذریعہ اپنے اعلیحضرت بادشاہ مہربان کی اس تقریر کا علم ہوا۔ جو آپ نے مجروحین بیماران و شہدائے جنگ طرابلس الغرب کے لیے زر اعانت جمع کرنے کی تحریک میں فرمائی تھی تو ان کو یہ خیال آیا کہ ہمارے ملکی اور دینی بھائی جو وطن میں ہیں۔ وہ تو مالی امداد کر رہے ہیں۔ اور ہم جو یہاں میدان جنگ کے قریب ہی توانائی اور آزادی کی زندگی بسر کرتے ہیں جانی اعانت سے کیوں غافل اور محروم ہیں؟ چنانچہ یہ خیال آتے ہی بہت سے

افغان جوانمرد جوان ملکوں میں تھے مصری سرحد کے راستے سے پانچ پانچ دس دس کرکے میدان جنگ میں پہنچ گئے ہیں۔ اور ان جانے والوں سے میں بذاتِ خاص ملتا رہا ہوں۔ ان کی مجموعی تعداد ابتک (تحریر کی تاریخ تک) ڈیڑھ سو سے متجاوز ہے منجملہ ان کے ایک نوجوان افغان حد درجہ کا جنٹلمین نظر آیا یہ یورپین لباس پہنے تھا۔ اور ٹوپی بھی انگریزی اوڑھے تھا۔ مگر اسکا چہرہ آفتاب سا چمکتا تھا۔ اور معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ سرحد افغانستان کے انگریزی علاقہ کا باشندہ ہے۔ اور تحصیل علم کیلیے لندن گیا تھا۔ اور اب فارغ التحصیل ہوکر گھر واپس جاتا تھا مصر میں پہنچا۔ تو اپنا جملہ سامان مع ۱۵۰ پونڈ نقد کے یہاں ایک معتمد آدمی کو امانتاً سپرد کرکے یہ کہ گیا ہے کہ زندہ سلامت آیا۔ تو اپنی امانت خود لے لونگا۔ اور شہید ہوجاؤں تو یہ رقم مصری انجمن ہلال احمر کو دے دی جائے۔ جب وہ میدان جنگ کیطرف روانہ ہو رہا تھا۔ کسی نے اس وقت اس سے سوال کیا کہ آیا تمہاری شادی ہوگئی ہے۔ اس جوان مرد فدائے اسلام نے جواب دیا۔ یہ کوئی مسلمانوں کی شادی کا وقت ہے؟ ہرگز نہیں ہاں خدا نے فتح نصیب کی تو پھر شادی کرلوں گا۔

بحیرہ مارمورا کے جنوبی ساحل پر شدید زلزلہ

قہر خدا۔ اتحادی پلیدی سے پاک شدہ

مقامات کی محفوظی زلزلہ کے نقصانات قسطنطنیہ ۱۰ر اگست بحیرہ مارمورا کے جنوبی ساحلپر زلزلہ بہت شدید آیا۔ ڈاردنلز کا بحری تار مرمت طلب ہوگیا ہے۔ تاہم یونانی نائب قونصل نے بے تار پیغام اپنے قونصل کو بھیجا ہے کہ کئی دیہات تباہ ہوگئے ہیں اور بہت سے آدمی مرگئے ہیں آج پھر قسطنطنیہ میں خفیف سا زلزلہ آیا۔

بحیرہ مارمورا سے آنیوالے جہازوں کا بیان ہے کہ ۱۰ر اگست ہر قلیتہ۔ پرستانس میر یوفیتو امہورا وغیرہ میں جان و مال کا بہت نقصان ہوا ہے اور کئی دو گاؤں جل گئے ہیں بیشتر

نوٹ اور رائیں

اردو ہندی کا خیال اور پبلک رجحان کی عملی شکل

۲۱ مارچ سنہ ۱۹۱۳ء کو ختم ہونیوالی سہ ماہی میں پنجاب میں

جو کتابیں تصنیف ہوئیں۔ اس کی سرکاری رپورٹ ظاہر کرتی ہے۔ کہ اردو میں ۴۴ کتابیں شایع ہوئی ہیں اور ہندی میں صرف ۸ پبلک رجحان پکار پکار کر اس امر کا اعلان کر رہا ہے۔ کہ لوگوں کو اردو کے ساتھ از حد دلچسپی ہے۔ اور ہندوستان کی آیندہ کے لئے اگر کوئی زبان ہو سکتی ہے۔ تو وہ صرف اردو ہی ہے۔ برادران وطن ہندی کو خواہ کتنے ہی ستون دیکر کھڑا کریں۔ مگر وہ اس قدر نحیف اور کمزور ہو چکی ہے کہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا تو ایک طرف رہا۔ وہ دوسروں کے سہارے سے بھی زیادہ دیر کے لئے ہرگز ہرگز کھڑا نہیں رہ سکتی برادران وطن کا کوئی پرچہ اٹھا کر دیکھ لو۔ ہر ایک میں بڑی شد و مد کے ساتھ یہ لکھا ہوا ہوگا۔ کہ ہندی کی اشاعت کی جاوے۔ مگر اس قدر شور شرابہ اور ولے کے بعد صرف ۸ کتابیں ہندی میں شایع ہوئیں۔ جبکہ اس کے مقابلہ میں اردو کی ۴۴ کتاب ہیں۔

ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بہ کجا

اگر ہندی کے خیر خواہ دل و جان سے اس امر کے متمنی ہیں۔ کہ ہندی کی اشاعت ہو تو پہلے انہیں اپنے اخبارات کو بجائے اردو سے ہندی میں کر دینا چاہیئے۔ اس کے بعد صرف یہی نہیں۔ کہ ہندی کی اشاعت ہی ہوگی۔ بلکہ قدر عاقبت بھی معلوم ہو جائیگی۔ امید ہے۔ کہ آریہ گزٹ پرکاش۔ ہندو وغیرہ ہمارے اس نیک مشورہ پر توجہ دینگے۔

KHILAFAT LIBRARY

برادران وطن کے نزدیک سچائی کا معیار کیا ہے

مسٹر ٹی ڈبلیو ہولڈرس نے حال ہی میں اہل ہند اور اس کے متعلق سوالات نامی ایک کتاب لکھی ہے۔ جس میں یہ لکھا ہے۔ کہ گو آریہ سماج ایک دلچسپ تحریک ہے۔ مگر یہ دیگر ادیان کی نہایت سختی سے مخالفت کرتا ہے۔

اس پر آریہ گزٹ کا ایم۔ اے۔ ایڈیٹر لکھتا ہے کہ آریہ سماج کا نہ تو اسلام سے بیر ہے۔ اور نہ ہی عیسائی دہرم سے عداوت۔ آریہ سماج کا اگر قصور ہے۔ تو یہ ہے کہ وہ سچائی کو پرگٹ کرتا ہے۔

اگر در حقیقت ہمارے برادران وطن کے نزدیک سچائی کا یہی معیار ہے۔ کہ دیگر ادیان کے واجب الاحترام ہادیوں اور بانیوں کو جنکا نام سنکر آج بھی بڑے بڑے شہنشاہ تخت سے اتر پڑتے ہیں۔ کی شان میں منہ پھٹ بے باکی اور گستاخی سے کام لیا جاوے۔ تو پھر ہمیں اس سچائی کے معیار پر کھلے دل سے تاسف کے آنسو بہانے کی اجازت ہونی چاہیئے۔ کیا آریہ گزٹ خود اپنے لئے بھی اس سچائی کے معیار کو قبول کرنے کے لئے تیار ہے۔ آنچہ خود بپسندی بہ دیگراں مپسند۔

سناتن دہرم پرچارک کے ایڈیٹر کا چیلنج منظور

ہم نے نور کے گذشتہ پرچہ میں یہ لکھا تھا۔ کہ ایڈیٹر صاحب سناتن دہرم پرچارک اس امر کی کوشش کر رہے ہیں۔ کہ سکھ صاحبان کو ہندو ظاہر کیا جاوے۔ جس پر ہم نے لکھا تھا۔ کہ یہ قطعی ناممکن ہے۔ کیونکہ گرنتھ میں جو دہرم سکھوں کا یا گرنتھ کے عقیدت کیشوں کا بتلایا گیا ہے۔ اس میں اور ہندو دھرم میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ سناتنیوں کا آریہ ہو جانا ممکن ہے۔ مگر یہ قطعی ناممکن ہے۔ کہ سکھ ہندو بن جائیں۔ بجائے اس کے کہ سناتن دھرم کا ایڈیٹر ہمارے اس دعوے کے ہر ایک پہلو پر غور کرتا۔ اور اپنے دعوے بے دلیل کو واپس لیتا۔ الٹا ہمیں چیلنج کرتا ہے۔ کہ گرنتھ میں مورتی پوجا شرادھ۔ رام کرشن کی بھگتی۔ تیرتھ نہانا وغیرہ کی تلقین موجود ہے۔ اس لئے سکھ ہندو ہیں۔ ایڈیٹر صاحب سناتن دہرم پرچارک کے ان بے دلیل دعووں کو ہم پڑھکر یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ سناتن دہرم کے ایڈیٹر نے شری گرنتھ صاحب جس میں توحید کا دریا ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ جس میں جلی حروف کے ساتھ یہ شبد

دوسر کاہے سمریئے جمے تے مرجائے

اک سمرو نانکا جو جل تھل رہیا سمائے

لکھا ہوا ہے۔ اس کے ذمہ مورتی پوجا۔ شرادھ رام کرشن جی کی بھگتی۔ تیرتھ نہانا وغیرہ کی تلقین لگا کر ایک گونہ ہتک کی ہے۔ اس لئے بحیثیت موحد ہونیکے ہماری غیرت گوارا نہیں کرتی۔ کہ ہم ایسی مقدس کتاب جس کے حرف حرف سے توحید کا امرت ٹپک رہا ہو۔ اس کے ذمہ ایسی توہمات لگی ہوئی دیکھیں۔ اور خاموش رہیں۔ اس لئے ہم بڑی خوشی کے ساتھ ایڈیٹر سناتن دہرم پرچارک کے چیلنج کو منظور کرتے ہیں۔ اور ازالہ اوہام کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ مگر پیشتر اس کے کہ ہم اس بحث کے لئے اپنی قلم کو جنبش دیں۔ پہلے سناتن دھرم پرچارک کے ایڈیٹر کی خدمت میں یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

(۱) مباحثہ اپنے اپنے اخبارات کے ذریعہ ہو۔ جس سے عوام الناس بھی مستفیض ہو سکیں۔ اور فریق ثانی کا تمام مضمون درج اخبار کر کے اس پر بحث کرنی ہوگی۔

(۲) تحریر میں اپنی طرف سے کوئی ایسا لفظ نہیں لایا جائیگا جس میں کسی کے بزرگ کی ہتک مقصود ہو۔ نہ ہی اشتعال انگیز الفاظ ہوں۔ اور نہ ہی ایک دوسرے کی نسبت برے فقرات کا استعمال ہو۔ بلکہ نہایت پریم اور محبت کے ساتھ تحقیقات حق کی خاطر اس مسئلہ کے ہر ایک پہلو پر بحث کرنی ہوگی۔

(۳) اثنا بحث میں شری گورو گرنتھ صاحب۔ شری دہیم گرنتھ۔ دارال بھائی گورو داس جی جنم ساکھی بھائی بالا جو سکھوں میں معتبر کتب شمار کی جاتی ہے۔ ان سے اپنے دعوے کے دلائل پیش کرنے ہونگے۔ ان کتابوں

کے ادھر ادھر ہرگز نہیں جانا ہوگا

۴۔ اس بحث کے فیصلہ کے لئے کسی کو جج مقرر کیا جاوے جس کا فیصلہ آخری یا ناطق فیصلہ سمجھا جاوے۔ اس کے لئے میرے خیال میں وہی شخص موزون ہو سکتا ہے۔ جسے سکھ صاحبان کے مذہبی لٹریچر پر کماحقہ عبور حاصل ہو۔ کیونکہ سکھوں کے نزدیک سناتن دھرم پرچارک کا ایڈیٹر اور ایڈیٹر نور" قریب قریب یکساں پوزیشن رکھتے ہیں۔ بلکہ ہو سکتا ہے۔ کہ ایڈیٹر نور کی نسبت سکھ صاحبان ایڈیٹر سناتن دھرم پرچارک کو زیادہ پسند کرتے ہوں۔ کیونکہ ایڈیٹر نور پہلے سکھ تھا۔ اس لیے ایڈیٹر نور کے ساتھ سکھوں کی نامناسبت کا ہونا ایک لازمی امر ہے۔ مگر باوجود اس حالت کے میں اس امر کو بھی نظر انداز نہیں کر سکتا۔ کہ سکھوں کے مذہبی لٹریچر کو کماحقہ سمجھنے کے لئے کسی سکھ گیانی سے بڑھکر اور کوئی موزوں نہیں ہو سکتا۔ اس لئے میں چاہتا ہوں۔ کہ اس کے ناطق فیصلہ کے لئے کسی سکھ صاحب کو جج مقرر کیا جاوے جس کا فیصلہ آخری اور ناطق فیصلہ سمجھا جاوے۔ امید کہ ایڈیٹر سناتن دھرم بھی اس پر صاد کرینگے۔ اگر ایڈیٹر سناتن دھرم پرچارک کو یہ واجبی شرائط منظور ہوں تو وہ پبلک میں اعلان کر دے۔ اور اس کے بعد دیکھے کہ انشاءاللہ تعالے کس طرح بہت جلد اسے اپنے دعوے کے ڈھول کا پول معلوم ہو جائیگا۔ اگر سناتن دھرم پرچارک کے ایڈیٹر نے ہماری ان واجبی شرائط کو منظور کر لیا۔ تو امید کہ انشاءاللہ تعالے نور کے ناظرین کو بھی اس مباحثہ میں مزا آ جائیگا۔ خدا کرے۔ کہ ایڈیٹر سناتن دھرم ہمارے ان واجبی شرائط کو منظور کریں۔

مسلمانوں کیطرف سے گورو صاحبان کی مدد

جہانتک واقعات کا تعلق ہے۔ ہم کسی طرح بھی اس امر کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ کہ مسلمان دل و جان سے گورو صاحبان کے ہوا خواہ رہے ہیں۔ جبکہ چندولال حاکم وقت کا مدیر المہام اور پرتھوی چند جی ہر دو کی شخصیت ہندو کمیونٹی میں خصوصاً اور مسلم پبلک میں عموماً ایک خاص پایہ رکھتی تھی۔ یہ ہر دو شخص گورو مہاراج کے سخت ترین دشمن جان بنے ہوئے تھے سکھ صاحبان کی تاریخ ان کے ظلم وتشدد سے بھری پڑی ہے۔ ایسے نازک وقت میں جبکہ چندولال و پرتھوی راج شری گورو ارجن دیو جی مہاراج کے جانی دشمن بنے ہوئے تھے۔ ایسے برے وقت میں اور خطرے کے وقت میں اگر کسی نے گورو صاحب کی مدد کی۔ تو وہ لاہور کے حاکم حسن خان اور نائب حاکم وزیر خان ہر دو مسلمان تھے۔ جو گورو مہاراج کے پسینہ کی جگہ خون گرانے کے لئے تیار ہو گئے اور گورو مہاراج کو چندولال اور پرتھوی چند کے سفاکانہ دست تظلم سے نجات ملی۔ ڈبی بازار کے قریب باولی صاحب جو گورو ارجن دیو مہاراج جی نے بنوائی۔ جو سکھ صاحبان میں ایک خاص عظمت رکھتی ہے۔ اور دور دور سے سکھ اس کی زیارت کے لئے آتے ہیں۔ اس کی تعمیر میں کل روپیہ حسن خان حاکم لاہور کا ہی خرچ ہوا تھا۔ ان واقعات کی موجودگی میں بھی کوئی یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ زمانہ گذشتہ میں مسلمانوں اور سکھ صاحبان کے تعلقات قابل رشک نہ تھے۔ اور پھر جبکہ مقام گورو ہر سہائے ضلع فیروزپور میں شری گورو ارجن دیو مہاراج کی دو یادگاریں محفوظ ہیں۔ ایک پورانی پوتھی ہے۔ اور دوسرا ایک خوبصورت دستی لکھا ہوا قرآن شریف جسکی زیارت کے لئے ہر سال دور دراز سے زائرین آتے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ شری گورو ارجن دیو جی مہاراج ان ہر دو یادگاروں یعنی قرآن شریف اور پوتھی کو نہایت ہی محبت سے اپنے پاس رکھتے۔ اور باقاعدہ ہر روز ان کی تلاوت کیا کرتے تھے اول یہ کہ مسلمانوں کا گورو جی مہاراج سے پیار۔ اور گورو جی مہاراج کی مسلمانوں سے محبت۔ اور پھر قرآن شریف کو اس محبت سے رکھنا اور اس کی تلاوت کرنی کیا یہ باتیں کسی خاص طرف رہنمائی نہیں کرتیں۔ جس کے لئے ہم شب روز اس بارگاہ معلےٰ میں دست بدعا ہیں۔ خدا ہی ہے۔ جو ہماری آرزوئیں بر لائے۔

KHILAFAT LIBRARY

ارجن۔ پرکاش

پنڈت راج نرائن ارمان ایڈیٹر ارجن نے رادھا کشن ایڈیٹر پرکاش پر بہت سے سنجیدہ الزام لگائے ہیں۔ جس کے لئے بجائے اسکے کہ ایڈیٹر پرکاش باقاعدہ ان الزامات سے عہدہ برآئی حاصل کرتا۔ آریہ پبلک کو انگیخت کرتا ہے۔ کہ وہ ارجن کو بائیکاٹ کر دے۔ ہم نہ تو ایڈیٹر ارجن کے دوست ہیں اور نہ ہی ایڈیٹر پرکاش کے دشمن۔ مگر جس طریقہ کے ساتھ ایڈیٹر پرکاش سرخروئی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ وہ کوئی سلامتی کی راہ نہیں کہی جا سکتی۔ ایڈیٹر پرکاش کو چاہیئے۔ کہ واقعات کی بنا پر ایڈیٹر ارجن کے لگائے ہوئے الزامات کی تردید کرے۔ اور اس کے بعد اس کے برخلاف بائیکاٹ کا ہتھیار چلائے۔ تاکہ آیندہ کے لئے ایڈیٹر ارجن کو سبق حاصل ہو۔ اور اگر ایڈیٹر پرکاش کے پاس ان الزامات کے تردید کے لئے کوئی دلیل نہیں۔ تو وہ نہایت خندہ پیشانی سے ان الزامات کو قبول کرتا ہوا آئندہ کے لئے ان سے مجتنب رہنے کی کوشش کرے۔ ورنہ بے فایدہ دباؤ ڈالنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا

دربار صاحب امرتسر کا بنیادی پتھر ایک مسلمان کے ہاتھ سے رکھا گیا

ہم بارہا یہ جتلا چکے ہیں۔ کہ گورو صاحبان کے زمانہ میں مسلمانوں اور سکھ صاحبان کے تعلقات قابل رشک تھے۔ وہ لوگ آجکل کے دنیا کے کیڑوں کی طرح نہ تو نیشنلٹی کی دھن میں غرق تھے اور نہ ہی ان میں آجکل کی طرح ہندو مسلمان کا ناخوش گوار سوال پیدا ہوا تھا۔ گورو صاحبان کی دشمنی تھی تو ظلم اور کذب سے اور محبت تھی۔ تو حق سے۔ چنانچہ اس کے لئے ہمارے ہاتھ میں ایک زبردست دلیل ہے۔ جو اس امر پر نہایت وضاحت سے روشنی ڈالتی ہے۔ کہ مسلم فقرا سے سکھ گورو صاحبان کے کس قدر گہرے تعلقات تھے۔ شری دربار صاحب امرتسر جو اس وقت کل سکھ اور ہندو صاحبان کا ایک مذہبی مرکز ہے جس کی زیارت کے لیے آسام اور قندھار اور کابل ایسے دور دراز بلاد سے زائرین آتے

ہیں۔ حضرت گورو ارجن دیو جی مہاراج نے اس کا بنیادی پتھر ایک خدا رسیدہ مسلم فقیر حضرت میاں میر صاحب کے دست مبارک سے رکھوایا تھا۔ یہ ہم ہی نہیں کہتے۔ بلکہ سکھ صاحبان کی تاریخ بھی ہماری تصدیق کرتی ہے اور حال ہی میں ارجن کے ایڈیٹر پنڈت روح نرائن صاحب بھی اپنے جولائی کے انشو میں اس پر صاد کر چکے ہیں۔ بہرحال واجب الاحترام ستری گورو ارجن دیو مہاراج نے حضرت میاں میر صاحب کے دست مبارک سے دربار صاحب کا بنیاد پتھر رکھوایا۔ یہ واقعات اس امر پر روشنی ڈال رہے ہیں۔ کہ سکھ گوروں اور مسلم فقراء کے باہمی تعلقات نہایت ہی گہرے تھے۔ نیز سکھ صاحبان کے واجب الاحترام گوروں اور مسلم فقراء کا طرز عمل ہمارے لئے یہ اسوہ حسنہ پیش نہیں کرتا۔ کہ مسلمان اور سکھ صاحبان باہمی محبت اور پیار سے رہیں۔ اور ایک کے دل میں دوسرے کے لئے عزت کا احساس پیدا ہو۔ خدا ہی ہے جو ہمیں سمجھ دے اور ہم اپنے بزرگان سلف کے اسوہ حسنہ کو اپنا طرز عمل بنا کر ان کی ارواح کے لئے راحت کا موجب بنیں۔

سوانح عمری حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ایک بیرسٹر ایٹ لا کی رائے

جناب مولوی بدر الدین صاحب قریشی بیرسٹر ایٹ لا سوانح عمری حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں۔

جناب بھائی صاحب۔ میرے ایک دوست نے آپ کی کتاب بابا نانک صاحب کی سوانح عمری بطور تحفہ روانہ کی ہے۔ واقعی کتاب نہایت عمدہ ہے اور جانفشانی سے لکھی گئی ہے۔ اور امید ہے۔ کہ طالبان حق کو اس کے مطالعہ سے خوب نصیحت آمیز سبق ملینگے خدا آپکو اجر دے۔ بہت دوستوں کو میں نے فہمائش کی ہے کہ وہ اس کو خریدیں۔ امید ہے۔ کہ آپکے پاس بہت سی درخواستیں آئینگی۔ جناب کا نام پہلے بھی سنا تھا۔ مگر کثرت مقدمات کے باعث آگے کوئی خط نہیں لکھ سکا۔

(بدر الدین قریشی بیرسٹر ایٹ لا لاہور)

عاجز ایڈیٹر نور جناب مولوی بدر الدین صاحب بیرسٹر ایٹ لا کا تہ دل سے شاکر ہے۔ کہ انہوں نے ازراہ خاوندی سوانح عمری کا مطالعہ کیا۔ اور قدردانی فرمائی۔ اگر دیگر ذی مقدرت احباب بھی جناب قریشی صاحب کی نیک مثال کی تقلید کریں۔ تو میرے نزدیک قومی خادم اور مصنف ان افکار سے بہت کچھ دور ہو سکتے ہیں جو لگے ہوئے ان کے کاموں میں حارج ہوتے ہیں۔ خدا ہر ایک کو توفیق دے۔

KHILAFAT LIBRARY

نور کے ساتھ عملی محبت کا ثبوت

بفضل ایزدی ایک ایک دو دو خریدار احباب کرام دیگر عاجز ایڈیٹر نور کو شکریہ اور دعا کا موقع دیتے ہی رہتے ہیں مگر میں جناب قبلہ میرزا نیاز بیگ صاحب رئیس کلانور کا تہ دل سے شاکر ہوں۔ جنہوں نے نور کے خریداروں کی تعداد میں چھ خریداروں کا اضافہ فرمایا۔ جزاک اللہ احسن الجزاء۔ امید کہ دیگر سرپرستان نور بھی نور کی توسیع اشاعت میں نمایاں حصہ لیکر عاجز ایڈیٹر نور کو شکریہ اور دعا کا موقع دینگے۔

اپنی اپنی چٹیں دیکھ لیں

جن احباب کرام کی چٹیں نئی چھاپی گئی ہیں وہ اپنا پتہ دیکھ لیں۔ کہ درست چھپا ہے یا نہیں۔ اور اپنی اپنی چٹ کا نمبر یاد کر لیں۔ اور خط وکتابت پر چٹ نمبر ضرور دیں۔

ہندو کا کرشن نمبر

ہمعصر ہندو نے مہاراجہ رام چندر جی کے جنم دن یعنی رام نومی پر بڑی شان و شوکت سے رام نمبر نکالا تھا۔ اب اسی طرح وہ حضرت کرشن کے جنم دن یعنی جنم اشٹمی پر بھی کرشن نمبر شائع کرنے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ چونکہ کرشن نمبر کے اعلان میں کسی قدر دیر ہو گئی ہے۔ اس لئے ہمعصر موصوف نے درخواست کی ہے۔ کہ مضامین نگار اصحاب نظم اور نثر کے مضامین جلدی بھیجیں۔ تاکہ کرشن نمبر کی ترتیب و اشاعت میں دقت نہ ہو۔ کرشن نمبر ۲ ستمبر تک بالکل تیار ہو جائیگا۔ فرمائشی مضامین کا انتظار ۲۷ اگست تک کیا جائیگا۔ لیکن جو مضامین انعامی مقابلہ کے لئے بھیجے جائیں۔ وہ ۲۵ ر اگست سے پہلے پہلے ایڈیٹر صاحب ہندو کے پاس پہنچ جانے چاہئیں۔ سب سے بلند پایہ نظم اور نثر لکھنے والوں کو ایک ایک پونڈ اور روپہلی تمغہ انعام دیا جائیگا۔ ایڈیٹر صاحب ہندو اس کوشش میں بھی ہیں کہ کسی طرح کرشن نمبر کے ساتھ ایک اعلےٰ درجہ کی ہاف ٹون تصویر شائع کر سکیں۔ ہمعصر موصوف کی اولوالعزمی قابل قدر ہے۔

قسطنطنیہ ۱۱ ر اگست

قسطنطنیہ اور ایڈریانوپل کے تمام درمیانی علاقہ میں بھی زلزلہ محسوس ہوا۔ خبر کا مرکز بادی النظر میں ڈارڈنلز میں تھا۔ وہاں وہ آدھا منٹ رہا۔ قصبات گیلی پولی اور چناق میں کوئی مکان صدمہ سے محفوظ نہیں رہا۔ چناق کا کنیسہ اور مسجد بھی گر گئی۔ جہازوں کا بیان ہے کہ مقامات گانوس اور تورلے کے مینارات روشنی بھی گر گئے ہیں۔

پیرس ۔ ۱۱ ر اگست۔ قسطنطنوی اخبارات کا اندازہ ہے کہ اس زلزلہ سے ایک ہزار ہلاک اور پانچ چھ ہزار زخمی ہوئے۔

واقعہ کوشانہ ۔ قسطنطنیہ ۱۱ ر اگست۔ باب عالی نے بلگیریا کے تیز و تند مطالبات کے جواب میں وعدہ کیا ہے کہ واقعہ کوشانہ کی کامل تحقیقات کر کے مجرموں کو سزا دی جائیگی۔

صوفیہ ۱۱ اگست۔ کوشانہ کے قتل عام پر بھی بلگیریا میں ناراضی زور و شور پر ہے اور اخبارات درشت لہجہ اختیار کر کے جنگ کی تحریک کر رہے ہیں۔ جنوبی بلگیریا میں جنگجویانہ بیقراری پائی جاتی ہے اور جا بجا جلسے ہو رہے ہیں۔

روسی حکومت نے جرمن لفٹننٹ کو اور جرمنی حکومت نے روسی کپتان کو جو بجرم جاسوسی خود قید تھے تا فیصلہ عدالت ضمانت پر رہا کر دیا ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

نور کی کرنیں

محررہ قاضی محمد عبد اللہ بوتالوی حال منشی ضلع داری بیریوالہ۔

بیاج کی حرمت

آیت۔ یاایھا الذین اٰمنوا لاتاکلوا الربوٰا اضعافاً مضعفۃ واتقوا اللہ لعلکم تفلحون ۵ (ترجمہ۔ اے ایمان والو مت کھاؤ بیاج کو ڈیوڑھ چوڑھکر۔ آخر تقوے کرو اللہ کا تاکہ تم مظفر و منصور ہو جاؤ) کے بارہ میں فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب کو جو حق اور حکمت سے پُر ہے۔ تمہارے سامنے پیش کرتا ہے جو کچھ قران میں ہے سب حق اور حکمت اور بھلائی ہے۔ اور ہمارے سکھہ کے واسطے ہے جو جھوٹ بولتا ہے۔ وہ بے اعتبار ہو جاتا ہے۔ جو لوگ گندے ہوتے ہیں۔ وہ خود دکھہ پاتے ہیں۔ ایسا ہی ایک بدی بیاج ہے۔ یہ بہت بری چیز ہے اس نے مسلمانوں کو ہلاک کر دیا۔ یہاں ایک مرزا سلطان احمد ہیں۔ انہوں نے کوشش کی۔ اور ایک ایکٹ پاس کرایا۔ زمینداروں کی زمینیں ان کے قبضہ سے نکل نہ جاویں۔ اول تو مسلمانوں کے پاس روپیہ ہی نہیں۔ اگر روپیہ کہیں سے مل جائے۔ تو فضولیاں کرتے ہیں۔ باپ کے جیتے جیتے حویلیاں گرو رکھہ دیتے ہیں۔ اور کہہ دیتے ہیں۔ کہ جب مرے گا۔ تو تم لے لینا۔ مسلمان گناہ بھی کرتے ہیں تو بے لذت کرتے ہیں۔ یعنے بیاج لیتے نہیں۔ بلکہ دیتے ہیں۔ پہر بعض کہتے ہیں۔ کہ بیاج کے بغیر کام نہیں چلتا۔ دیکھو ہمارا کام کیسا چل رہا ہے۔ کوئی سو روپیہ پر پچیس روپیہ سود لیتا ہے۔ کوئی دس فیصدی۔ اور کوئی چھہ فیصدی۔ کوئی پانچ فی صدی لیتا ہے۔ غرضیکہ ایک دوسرے سے بڑھہ چڑھہ کر لیتے ہیں۔ ضعف کے معنے بڑھہ چڑھہ کر جیسا کہ قران میں آیا ہے کہ دوزخی کہیں گے جنہوں نے ہمکو گمراہ کیا۔ ان کو ضعف عذاب ہو۔ اگر اس کے معنے دوگنے کے کریں۔ تو اس کے جواب میں جو اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے لکلٍ ضعف اس کے معنے کسی حساب سے درست نہیں آسکتے اس کے آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ واتقوا النار التی اُعدت للکٰفرین ۵ یعنے ڈرو آگ سے وہ جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

ایک بزرگ امام ابو حنیفہ گذرے ہیں۔ کوئی ۸۰ھ اور کوئی ۷۰ھ میں کہتا ہے کہ پیدا ہوئے۔ انہوں نے اس آیت اعدت للکافرین۔ قران میں بڑی ڈرانے والی آیت ہے جس طرح اگر کوئی پڑھا لکھا آدمی جیل خانہ میں قید ہو کر چلا جائے۔ تو تعجب ہوتا ہے۔ کیونکہ جیل خانہ میں تو جاہل لوگ رہتے ہیں۔ اگر وہاں کوئی مولوی چلا جائے۔ تو کس قدر افسوس کا مقام ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ دوزخ تو ہم نے کافروں کے لئے بنائی ہے۔ اگر مومن بیاج کھائیں گے۔ اور وہ کام کرینگے جو کافروں والے ہیں۔ تو ہم تم کو اس میں ٹہرنس دینگے۔

فرمایا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا کوئی نوکر تھا۔ اُس نے کوئی کام بگاڑ دیا۔ تو امام صاحب نے بڑے غصہ سے بولایا۔ وہ ڈر گیا۔ وہ ہشیار تھا۔ اور ان کا طرز جانتا تھا۔ اس نے جھٹ پڑھدیا۔ والکاظمین الغیظ (یعنے دبا جاتے ہیں اپنے غصہ کو) یہ سُنکر وہ چپ ہو رہے۔ اس نے پہر پڑھا۔ والعافین عن الناس۔ (یعنی معاف کرتے ہیں لوگوں کو) فرمایا۔ کہ ہم نے معاف کر دیا۔ پہر اس نے کہا واللہ یحب المحسنین۔ کہ اللہ کے محبوب تو احسان کرتے ہیں۔ فرمایا کہ جا ہم نے تجھکو آزاد کر دیا۔ مومن کو چاہیئے۔ کہ غیظ کو دبا جائے عفو کرے۔ پہر احسان کرے۔ یہ قصہ امام صاحب کا بڑے یاد رکھنے کے قابل ہے۔

فرمایا۔ ولاتھنوا۔ یعنی سست نہ ہوا کرو۔ اب لوگ کہتے ہیں۔ کہ فلاں بڑے بزرگ ہیں۔ وہ تو بیٹھے ہی رہتے ہیں۔ یہ بڑائی نہیں ہے۔ میرا بھی دل چاہتا ہے کہ آنکھیں بند کر کے بیٹھا رہوں۔ مگر کتنا پڑھتا پڑھاتا رہتا ہوں۔

ولاتحزنوا۔ غم نہیں کھانا چاہیئے بعض لڑکے بعض بدکاریوں میں پڑ کر سست ہو جاتے ہیں۔ اور متفکر رہتے ہیں۔ اون سے محنت نہیں ہو سکتی۔ مومن سست نہیں ہوتے۔ مومن کمزور نہیں ہوتے۔ دیکھو میں تمہیں کتنا پڑھاتا ہوں۔ ہم کتنی مدت بیمار رہے۔ ہمیں کہاں امید تھی۔ کہ پہر تمہیں پڑھائینگے عوام الناس کو درس دینگے۔ ہم تو سمجھتے تھے۔ کہ اب تیاری ہے اگر اللہ اپنے فضل سے پہونچا دے تو بہشت میں بہی قران ہی پڑھائیں گے۔

گنج مراد آباد کے رہنے والے ایک بزرگ فضل الرحمٰن تھے۔ ایک نے کہا کہ بہشت میں حوروں کو کیا کروگے انہوں نے کہا۔ کہ ہم تو ان کو بہی یہی کہیں گے۔ کہ بادٔلی بیوی۔ قران پڑھو۔ وہ ہر وقت ذکر کے شغل میں رہتے تھے۔

میں خدا کے فضل سے ہر وقت خوش رہتا ہوں میں تو بہشت میں ہوں۔ کبھی جنت الفردوس میں ہوتا ہوں۔ کبھی جنۃ الماوٰی میں ہوتا ہوں۔ مومن کو چاہیئے کہ استغفار لا الٰہ الا اللہ اور درود شریف کے پڑھنے میں کبھی نہ تھکے۔

۱۲ مارچ ۱۹۱۲ء بوقت درس بعد نماز مغرب

فرمایا۔ تمہیں ایک لطیفہ سنانے لگے ہیں۔ میرا مولا میرے ساتھہ کیسا پیار کرتا ہے۔ اس حمایل پر خدا کا ایک خاص فضل ہوا (یہ حمایل صاحبزادہ صاحب میاں شریف احمد صاحب کے ہاتھہ میں تھی۔ جو نہایت خوش نما خوش خط اور سنہری افشاں اور جدول والی تھی) پہر فرمایا۔ کہ یہ حمایل شریف پہرا کر سب لوگوں کو دکھا دو۔ چنانچہ تمام حاضرین درس کو پہرا کر حمایل شریف دکھائی گئی جب فراغت ہوئی۔ تو فرمایا کہ یہ حمایل اُکھڑ گئی تھی۔ اور اس کی بعض جگہیں پہٹ گئی تھیں۔ میرے ایک دوست کو یہ کمال تھا۔ کہ پہٹی ہوئی جگہ کو ایسی جیب لگاتا تھا۔ کہ سمجھہ میں نہیں آسکتا تھا۔ کہ پیوند لگا ہوا ہے یا نہیں۔ وہ لاہور میں رہتا تھا۔ یہ بات سُنکر نواب محمد علی خانصاحب جن کی یہ حمایل تھی۔ حمایل لائے۔ اور مجھے دے کر کہا۔

کہ اس کو ان سے درست کرا دیں۔ میں نے وہ حمایل لی۔ اور چارپائی پر رکھکر آپ چلا آیا۔ اور اپنی سادگی سے میں نے اسے نہ سنبھالا۔ اور مجھے خیال تک بھی نہ رہا۔ جب دو تین ماہ گذر گئے۔ تو نواب صاحب نے پوچھا۔ کہ وہ حمایل اب تک آئی نہیں۔ میں تو شرم سے غرق ہو گیا کہ یہ میرا نیا دوست بنا ہے۔ اس کو میری پوری واقفیت نہیں۔ کیا عجب کہ یہ خیال کر لیوے کہ دبا کے گیا۔ نہ میں عذر کرتا ہوں۔ اور نہ یہ کہتا ہوں۔ کہ میں لے نہیں گیا۔ نہ یہ کہتا ہوں کہ چارپائی پر چھوڑ آیا ہوں۔ میں چپ ہو گیا۔ اور خدا کے حضور میں دعا کرنے لگ گیا۔ کہ مولیٰ یہ مصیبت کا وقت ہے۔ خبر نہیں انہوں نے کیا سمجھا ہوگا۔ میں نے اتنے ہی کہدیا۔ کہ مجھے یاد نہیں۔ کہ میں نے کہاں حمایل رکھی ہے۔ میں نے جب نوابصاحب کا چہرہ متغیر دیکھا۔ ہماری دعا تو خدا کے حضور چلی گئی۔ مجھے دکھ بہت تھا۔ میرے دل میں آیا کہ دنیا میں اگر ایسی حمایل ہو۔ تو خواہ دو یا چار ہزار روپیہ لگ جائے۔ تو میں خرید کر نواب صاحب کو دوں۔ ایک حمایل دو تین سو والی آئی۔ میں نے وہ ماسٹر عبد الحق صاحب کو دیدی۔ بہت لطیف تھی۔ ہم نے تو اخباریں زیادہ نہیں پڑھتے ہے۔ پیسہ اخبار میں لکھا تھا کہ فیروزپور میں ایک شخص کے پاس ایک حمایل ہے۔ جو ۱۰ سطرہ کی لکھی ہوئی ہے۔ اس شخص نے اشتہار دیا کہ میرے پاس اس قسم کی دولت ہے۔ نواب صاحب نے شیخ عبد الرحیم کو بھیجا۔ کہ جا کر دیکھو۔ وہ کیسی حمایل ہے اس نے مجھے جاتے ہوئے نہیں بتلایا۔ جب وہ دیکھکر واپس آیا۔ تو اس نے کہا کہ وہ تو وہی حمایل ہے۔ نواب صاحب نے پھر بھیجا۔ کہ جتنے کو انہوں نے لی ہے۔ اتنا روپیہ ہم سے لے لیں کیونکہ دراصل ہماری ہے۔ شیخ جی گئے۔ انہوں نے جاکر پتہ لگایا۔ کہ مالیر کوٹلہ سے ایک آدمی آیا تھا۔ وہ نواب محمد علی خانصاحب کا نوکر تھا۔ اس نے ہمارے پاس بیچی تھی۔ اور ان کو تو سمجھ آ گئی۔ میں نے سنا ہے مجھے علم نہیں۔ خدا کی شان یہ ہے۔ کہ وہ نوکر ان کا اپنا تھا۔ اس نے کہا۔ کہ میں نے اس خیال سے چرا لی۔ کہ میرا نام تو بدنام نہیں ہوگا۔ اب یہ میاں صاحب کے پاس ہے۔ میں جب اس حمایل کو دیکھتا ہوں۔ تو میرا دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ میں کہاں پہونچ سکتا تھا۔ لوگ چیزوں کی تلاش کے واسطے اشتہار بھی دیا کرتے ہیں۔ یہ سارا کام میرے مولا نے کیا ہے۔ جب میں اس کو دیکھتا ہوں۔ بڑے بڑے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

ایک دفعہ میں طالب علم تھا۔ مکہ کو جاتا تھا۔ غریب تھا۔ ہمیں ماں باپ نے دو پیسے دیئے تھے اب خدا کے کرم سے بادشاہ بنے بیٹھے ہیں ایک شخص جہاز میں ہمارے ساتھ شریک تھا۔ اس نے ہمیں کہا کہ تم یہ کتابیں میرے صندوق میں رکھ لو۔ ہم نے رکھ دیں۔ جب جہاز نے ایک جگہ پڑاؤ کیا۔ وہاں رات کو ایسا حادثہ ہو گیا۔ کہ تمام ڈیرے کی کنجیاں (چابیاں) چلی گئیں۔ تو وہ شخص مجھے کہنے لگا۔ کہ میری کنجی تو دے۔ اس نے میرے گلے میں کپڑا ڈال رکھا۔ کہ مجھے ابھی کنجی دو۔ میں نے مولا سے کہا۔ کہ تم ہی مجھے کنجی دلا دو۔ بہت شور پڑا۔ ایک لوہار آ گیا۔ اس نے کہا کہ جہاں ڈیرا ہوگا جس قسم کی کہو۔ میں کنجی بنا دونگا۔ مگر اس نے کہا۔ کہ میں تو سگی (بعینہ وہی) لونگا۔ میں نے مولا سے کہا۔ کہ آپ ہی جانتے ہیں۔ کہ کنجی کہاں ہے۔ اس نے کہا۔ اس کی کتابوں کے سبب سے صندوق بھاری تھا۔ چور نے مال کا خیال کر کے کنجی چرائی ہے۔ ادھر چوروں نے ترکوں کے ایک کیمپ پر حملہ کیا۔ ترکوں نے بندوقوں کے فائر کئے۔ چور بھاگ گئے۔ اور کنجیوں کا گچھا چھوڑ گئے۔ ترکوں نے دیکھا۔ کہ یہ چابیاں ہندوستانی صندوقوں کی معلوم ہوتی ہیں۔ وہ ہمارے کیمپ میں آئے۔ ایک افسر کے ہاتھ میں وہ گچھا تھا۔ میں نے دور سے دیکھ لیا۔ میں نے پوچھا یہ مقالید کیسی ہیں۔ اس نے کہا۔ اس کے ذریعہ ہم چور کو پکڑینگے۔ اس کو غضب چڑھا۔ میں ہنس پڑا۔ کہ ہم کو تو عرش سے آئی ہے۔ اس نے کہا کہ جس کی یہ کنجیاں ہیں۔ وہ چور ہے۔ میں نے کہا کہ یہ کنجی تو مجھے دے دو۔ اس نے مجھے وہ کنجی دے دی۔ میں نے اس کے حوالہ کر دی۔ وہ عذر معذرت کرنے لگا۔ کہ معاف کرو مجھ سے غلطی ہوئی ہے دیکھو میرے ساتھ میرے مولا کے کس قدر احسان ہیں۔ ایک نہیں۔ دو نہیں بے شمار ہیں۔ اور رات دن ہوتے رہتے ہیں۔ یہ حمایل بھی مجھے چور بنانے لگی تھی۔ خدا نے مجھے بچایا۔ تمہارے آگے میں اس مولا کا شکریہ کرتا ہوں۔ اس نے مجھ پر بڑی بڑی کرم نوازیاں کی ہیں۔ اس نے میری بڑی بڑی حفاظت کی ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

مساجد کی بیحرمتی و بیرونقی

خداوند تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ومن اظلم ممن منع مسٰجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعیٰ فی خرابہا اولٰئک ما کان لھم ان یدخلوھا الا خائفین لھم فی الدنیا خزی ولھم فی الاٰخرۃ عذاب عظیم (پ اس البقرہ ع ۱۳)

اور اس سے بڑھکر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں میں خدا کا نام لئے جانے کو منع کرے اور ان کی بے رونقی کے درپے رہے۔ یہ لوگ خود اس لائق نہیں کہ مسجدوں میں آنے پائیں مگر ڈرتے ڈرتے ان کے لئے دنیا میں بھی رسوائی ہے۔ اور ان کے لئے آخرت میں بھی بڑا بھاری عذاب ہے۔

مولوی نذیر احمد صاحب مرحوم و مغفور قرآن مجید مترجم کے حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ کفار قریش ابتدائے اسلام میں پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے چند اتباع کو جو اس وقت تھے خانہ کعبہ میں نماز پڑھنے سے مانع ہوتے تھے۔ پیغمبر صاحب

صلی اللہ علیہ وسلم کے رستہ میں کانٹے انہوں نے بچھائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز پڑھ رہے ہیں۔ زبردستی لپٹ پڑے۔ اور گلا گھونٹا ایک بار سجدہ میں تھے کہ اونٹ کی اوجھڑی گردن پر رکھ دی۔ اور ایسی ہی تکالیف نت آئے دن ہوتی ہی رہتی تھی۔ باوجودیکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو لیکر مکہ چھوڑ مدینہ جا بسے تھے۔ اور ہجرت کے چھٹے برس عمرہ کرنے کے لئے مکہ جانا چاہا۔ کہ وہ بھی ایک قسم کا حج تھا۔ مکہ والوں نے نہ آنے دیا۔ اس آیہ شریف میں کفار کے ان ہی ظلموں کی طرف اشارہ ہے۔ اور وہ جو پیشنگوئی تھی۔ سو پوری ہو کر رہی کہ آخر کار مکہ فتح ہوا۔ اور خانہ خدا پر مسلمان قابض ہو گئے۔ کفار مارے ڈر کے بھاگے بھاگے پھرنے لگے۔

اب ہمارے وقتوں میں سنی شیعہ مقلد غیر مقلد اپنی مسجد میں دوسرے فرقہ کے لوگوں کو نماز نہیں پڑھنے دیتے۔ ان کو اس آیت سے عبرت پکڑنی چاہیئے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا تو یہ حال تھا۔ کہ نجران کے عیسائی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان کو مسجد نبوی میں ٹھہرایا۔ اور وہیں ان کو ان کے طور پر عبادت کرنے کی اجازت بھی دی۔

دوسرے مقام پر ہے ما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ شاہدین علی انفسہم بالکفر اولئک حبطت اعمالہم وفی النار ہم خالدون انما یعمر مساجد اللہ من امن باللہ والیوم الاخر واقام الصلوٰۃ واتی الزکوٰۃ ولم یخش الا اللہ فعسی اولئک ان یکونوا من المھتدین (پ ۱۰ سورۃ التوبہ ع ۳) مشرکوں کو کوئی حق نہیں۔ کہ اپنے جیسے کافروں سے اللہ کی مسجدیں آباد رکھیں۔ اور شرک کے اقوال و افعال سے اپنے اوپر کفر کی گواہی بھی دیتے جائیں۔ یہی وہ لوگ ہیں۔ جن کا کیا کرایا سب اکارت ہوا

اور یہی لوگ ہمیشہ دوزخ میں رہنے والے ہیں حقیقت میں تو اللہ کی مسجدوں کو وہی آباد رکھتا ہے۔ جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لایا اور نماز پڑھتا اور زکوٰۃ دیتا رہا۔ اور خدا کے سوا کسی کا ڈر نہ مانا۔ تو ایسے لوگوں کی نسبت توقع کی جاسکتی ہے۔ کہ آخر کار ان لوگوں میں جا شامل ہوں گے۔ جو منزل مقصود پر پہنچے۔

KHILAFAT LIBRARY

مساجد کے ادب واحترام کی نسبت بے شمار احادیث مروی ہیں۔ ان میں سے چند ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احب البلاد الی اللہ مساجدھا وابغض البلاد الی اللہ اسواقہا رواہ مسلم۔ روایت ہے ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے محبوب زیادہ مکانوں کے شہروں میں طرف اللہ کی مسجدیں ان کی اور بہت مبغوض مکانوں شہروں کی طرف اللہ کی بازاروں کے۔ روایت کی یہ مسلم نے۔ مسجدیں عبادت کی جگہ ہیں اسلئے اللہ تعالیٰ ان کو دوست رکھتا ہے۔ اور بازار افعال شیاطین کی جگہ ہیں۔ یعنے حرص وطمع اور خیانت وغفلت اور فسق وفجور اور جھوٹ فریب اور دغا بازاروں میں سرزد ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ ان کو مبغوض رکھتا ہے

عن عثمان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بنی للہ مسجداً بنی اللہ لہ بیتاً فی الجنۃ متفق علیہ۔ روایت ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ بنا دے واسطے خدا کے مسجد بناتا ہے۔ اللہ واسطے اس کے گھر بہشت میں روایت کی یہ بخاری اور مسلم نے۔ خوب یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ خالص اللہ کی رضامندی کے لئے ضرورت کے موقع پر مسجد کے بنانے کا بڑا ثواب ہے۔ ریا و نمود اور لوگوں کو دکھانے بنانے کی نیت نہ ہو اسی بنا پر کہا گیا ہے۔ کہ جو شخص اپنا نام مسجد پر لکھے۔ یہ اس کے عدم اخلاص پر دلیل ہے۔

عن ابی سعید ن الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رایتم الرجل یتعاھد المسجد فاشھدوا لہ بالایمان فان اللہ یقول انما یعمر مساجد اللہ من امن باللہ والیوم الاخر رواہ الترمذی وابن ماجہ والدارمی اور روایت ہے ابی سعید خدری سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھو تم ایک شخص کو کہ خبر گیری کرتا ہے مسجد کی۔ پس گواہی واسطے اس کے ساتھ ایمان کے اس لئے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سوائے اس کے نہیں کہ اللہ کی مسجدوں کو وہی شخص آباد کرتا ہے۔ جو ایمان لایا ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے روایت کی یہ ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے۔ یاد رہے کہ مسجد کی خبر گیری یہ ہے کہ اس کی محافظت ومرمت کی جائے۔ اس میں جھاڑو دی جائے۔ صفائی وغیرہ کا خیال رکھا جائے مسجد میں نماز پڑھے عبادت اور درس علوم دینی میں مشغول رہے یہ سب باتیں مسجد کی خبر گیری میں ہی داخل ہیں۔

عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن تناشد الاشعار فی المسجد وعن البیع والاشتراء فیہ وان یتحلق الناس یوم الجمعۃ قبل الصلوٰۃ فی المسجد رواہ ابوداؤد والترمذی روایت ہے۔ عمرو ابن شعیب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نقل کی اپنے باپ سے انہوں نے نقل کی۔ اپنے دادا سے کہ کہا منع فرمایا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھنے شعروں کے سے مسجد میں اور بیچنے اور

KHILAFAT LIBRARY

خرید سے مسجد میں اور یہ کہ حلقہ باندھکر بیٹھیں لوگ دن جمعہ کے پہلے نماز سے مسجد میں روایت کی۔ یہ ابو داؤد و ترمذی نے۔ یاد رہے کہ مراد شعروں سے شعر جھوٹے اور بُرے ہیں۔ جن کا پڑھنا شروع ہے۔ جن شعروں میں توحید الٰہی یا نصیحت کی باتیں ہوں۔ ان کا پڑھنا بہر حال سب جگہ مستحسن ہے۔ خرید و فروخت اور حلقہ باندھکر بیٹھنے کی نہی پر جمہور علماء نے کراہت پر عمل کیا ہے

عن معاویة بن قرة عن ابیه ان رسول الله علیه وسلم نهی عن هاتین الشجرتین یعنی البصل والثوم وقال من اکلهما فلا یقربن مسجدنا وقال ان کنتم لابد آکلیهما فامیتوهما طبخا رواه ابو داؤد۔ اور روایت ہے معاویہ بن قرہ سے انہوں نے نقل کی اپنے باپ سے تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ان دو درختوں سے یعنے پیاز اور لہسن سے اور فرمایا جو کوئی کھاوے۔ پس نزدیک نہ ہووے ہماری مسجد کے۔ اور فرمایا کہ اگر ہو تم خواہ مخواہ کھانے والے ان کے پس مار ڈالو ان کو پکا کر روایت کی یہ ابو داؤد نے۔

عن حسن مرسلاً قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یاتی علی الناس زمان یکون حدیثهم فی مساجدهم فی امر دنیاهم فلا تجالسوهم فلیس لله فیهم حاجة رواه البیهقی فی شعب الایمان۔ روایت ہے حسن سے بطریق ارسال کے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آوے گا لوگوں پر زمانہ کہ ہونگی باتیں ان کی مسجدوں ان کی میں بیچ مقدمہ دنیا ان کی کے پس نہ بیٹھنا تم ان کے ساتھ پس نہیں واسطے اللہ کے بیچ ان کے کچھ حاجت روایت کی۔ یہ بیہقی نے شعب الایمان میں۔ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ مسجد میں دنیا کا کلام کرنا مکروہ ہے اس بارہ میں اور بھی بہت سی حدیثیں آئی ہیں

عن السائب بن یزید قال کنت نائماً فی المسجد فحصبنی رجل فنظرت فاذا هو عمر بن الخطاب رضی الله عنه فقال اذهب فاتنی بهذین فجئته بهما فقال ممن انتما او من این انتما قالا من اهل الطائف قال لو کنتما من اهل المدینة لاوجعتکما ترفعان اصواتکما فی مسجد رسول الله صلی الله علیه وسلم رواه البخاری۔ روایت ہے سائب بن یزید سے کہ کہا تھا۔ میں سوتا مسجد میں پس کنکر مارے مجھکو ایک شخص نے پس دیکھا میں نے پس ناگہاں وہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے۔ پس کہا جا اور لے آ میرے پاس ان دونوں شخصوں کو کہ مسجد میں پکار کر باتیں کر رہے تھے۔ پس لایا میں ان دونوں کو ان کے پاس پس فرمایا کن لوگوں میں سے ہو تم یا فرمایا کہاں کے ہو؟ کہا ان دونوں نے ہم ہیں۔ اہل طائف سے فرمایا۔ عمر نے اگر ہوتے تم اہل مدینہ سے البتہ ایذا دیتا میں تم کو بلند کرتے ہو۔ آوازیں اپنی مسجد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں روایت کی یہ بخاری نے۔

عن مالک قال بنی عمر رحبة فی ناحیة المسجد تسمی البطیحاء وقال من کان یرید ان یلغط او ینشد شعرًا او یرفع صوته فلیخرج الی هذا الرحبة رواه فی الموطا۔ روایت ہے مالک سے کہا بنایا حضرت عمر نے ایک چبوترہ ایک جانب مسجد کے اس کا نام تھا بطیحا اور فرمایا جو شخص ارادہ کرے یہ کہ غل بے معنی کرے یا پڑھے شعر یا بلند کرے آواز اپنی پس چاہئے کہ نکلے طرف اس چبوترہ کی روایت کی۔ یہ موطا میں۔ آیات و احادیث مرقومہ بالا پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ

(۱) بہترین مکان جو خدا تعالیٰ کو محبوب ہیں مسجدیں ہیں۔

(۲) ضرورت کے موقعوں پر مسجدوں کے بنوانے کا بڑا ثواب ہے۔

(۳) مسجد بنوانے والے کے بعد اس شخص کا مرتبہ ہے۔ جو مسجد کو آباد رکھے۔ اس کی خبرگیری کرے اور صاف ستھرا رکھنے کی کوشش کرے۔

(۴) مسجد میں نماز پڑھنے سے روکنے والا بڑا ظالم ہے۔

(۵) مسجد کی بے حرمتی اور بے رونقی کرنے والا کفار و مشرکین کے زمرہ میں داخل ہے

(۶) مسجد میں دنیوی بات چیت کرنا منع ہے۔

(۷) مسجد میں خرید و فروخت مکروہ ہے۔

(۸) بدبو والی چیز کھا کر مسجد کے قریب آنے کی بھی ممانعت ہے

(۹) حضرت عمر خطاب نے دنیوی کاروبار اور بات چیت وغیرہ کے واسطے مسجد کی ایک طرف ایک چبوترہ بنایا تھا اور مسجد میں بات چیت کرنے والوں کو سرزنش فرماتے تھے۔

اب مسلمانوں کی ایمانی قوت یہانتک کمزور ہوگئی ہے۔ اور خدا و رسول کے احکام سے اس حد تک بے اعتنائی کی جاتی ہے۔ کہ مسجدوں کا ادب و احترام دلوں سے اٹھ گیا ہے۔ مسجدوں میں نماز پڑھنے کی بجائے ان سے تھیٹروں کا کام لیا جاتا ہے اور ناچ رنگ کی محفلیں مسجدوں میں منعقد کی جاتی ہیں۔ ریاست ریواں کے محلہ ترمٹی سقاٹولہ میں ایک مسلمان سپاہی کے ہاں برات آئی۔ دو کنچنیاں بھی ہمراہ تھیں۔ قیام گاہ کا کمرہ بالکل مسجد سے ملحق تھا۔ یہ کمرہ اس قدر وسیع نہ تھا۔ کہ اس میں ناچ ہو سکے۔ یہ قبیح رسم مسجد میں ادا کی گئی! تماشبین مسجد کے اندر محراب و منبر پر بیٹھ گئے اور کنچنیاں باہر صحن میں ناچتی

ہیں مجلس رقص وسرود کے لوازمات کا ہونا ضروری تھا۔ چرس اور تمباکو کے دور بھی چلتے رہے!! میزبان اور مہمانوں کے علاوہ اکثر اہل محلہ بھی شریک مجلس ہوئے!! اخبار وکیل کو اس واقعہ کی اطلاع اپنے ایک نامہ نگار سے ملی ہے۔ اور اگر یہہ واقعہ واقعی ہے۔ تو اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ مسلمانوں میں اب ایمانی غیرت مذہبی حمیت قومی پاس عزت نفس تقوی اور خودداری کا احساس بالکل نہیں رہا۔ قومی ہستی کے بقا کے لئے یہ چیزیں بمنزلہ ستہ ضروریہ کے ہیں۔ جو قوم ان چیزوں کو خیرباد کہتی ہے۔ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ وہ اپنے عدم کے سامان خود پیدا کر رہی ہے

فاعتبروا یا اولی الابصار۔

نورالدین از گوجرانوالہ۔

KHILAFAT LIBRARY

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

آریہ بھائی عموماً اور ایڈیٹر پرکاش خصوصاً توجہ فرماویں

مادہ فانی ہے

(جناب ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب کے قلم سے)

میں نے ایک مضمون "فلسفہ جدیدہ اور آریہ سماج" آگرہ کی انجمن ہدایت الاسلام میں پڑھا تھا۔ سامعین میں ایڈیٹر صاحب مسافر آگرہ کے صاحبزادہ جو کہ ڈاکٹر بھی ہیں۔ تشریف فرما تھے۔ وہ مضمون اخبار بدر میں بھی شائع ہوا۔ اور ایک حصہ ریویو آف ریلیجنز میں بھی نکلا۔ اور پرکاش اخبار کے ۱۴ جولائی کے پرچہ سے معلوم ہوا۔ کہ بہت سے آریہ احباب کی نظر سے بھی گذر چکا ہے۔ اس میں یہ امر پایہ یقین تک فلسفہ جدیدہ کے بنا پر ثابت کر دیا گیا ہے۔ کہ مادہ فانی ہے۔ اور کہ اس کا خلق اور فنا ہر آن بلکہ ہزارویں حصہ سکنڈ سے بھی کم عرصہ میں عمل میں آتا رہتا ہے۔ ہم نے اس دعوے کو بڑی بڑی مستند مغربی فلسفیوں کی کتابوں کے حوالوں سے ثابت کیا ہے۔ اور یہ اعلان کیا ہے کہ یہ عقیدہ

مادہ فانی ہے۔ آجکل ساری جدید فلسفی دنیا کا متفقہ عقیدہ ہے۔

ناظرین کی واقفیت کے لئے مختصراً ہم پھر اس خیال کو جو موجودہ فلسفیوں کو مادہ کی حقیقت کے متعلق ہے۔ ذیل میں پیش کرتے ہیں۔ آجکل تقریباً سب فلسفی اس خیال میں متفق ہیں۔

ذرات بجلی سے مادہ بنتا ہے

(۱) کہ مادہ جس سے یہ معدنیات۔ نباتات۔ حیوانات اور ہم سب بنے ہوئے نظر آتے ہیں۔ صرف ذرات بجلی کا مجموعہ ہے۔ اور کہ یہ مختلف شکلیں اور مختلف خاصیتیں جو مادہ کے مختلف عنصر پیش کرتی ہیں۔ یہ صرف ان ذرات بجلی کو مختلف طور پر ترتیب دینے سے پیدا ہوئے ہیں۔ ذرات بجلی تو سب کی اصلیت ہیں۔ لیکن ایک طرز پر باندھنے سے وہ سونا ہیں۔ اور دوسرے طرف باندھنے سے چاندی۔ علےٰ ہذا القیاس۔

(۲) یہ ذرات بجلی جس سے مادہ بنا ہوا ہے۔ مادہ سے ہر دم علیحدہ ہوتے رہتے ہیں۔ اور علیحدہ ہو کر کسی نامعلوم حالت میں فنا ہو جاتے ہیں۔ اور اس طرح ان ذرات کے علیحدہ ہونے سے ہر ایک قسم کا مادہ نہیں رہتا۔ جو کہ اس سے ایک دن پہلے تھا اس کے ایک حصہ پر فنا آجاتی ہے۔ اور وہ خود کچھ اور بن جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس انتشار سے جو ان ذرات بجلی میں ہر وقت واقع ہوتا ہے

مادہ فنا ہو جاتا ہے

ایک وقت آتا ہے کہ وہ سارا کا سارا مادہ فنا ہو جاتا ہے۔ وہ مادہ نہیں رہتا۔ بلکہ ذرات بجلی کے حالات میں بدل جاتا ہے۔ یہہ ذرات بھی جدید فلسفہ کی اصطلاح میں الیکٹران کہلاتے ہیں۔ بعض ان میں سے مثبت قسم کے ہوتے ہیں۔ اور بعض منفی قسم کے جب تک تو یہ الیکٹران کسی طاقت کے زبردست اثر کے ماتحت اکٹھے رہتے ہیں۔ تب تک تو ان کی ہستی موجود رہتی ہے۔ جونہی کہ خاص ارادہ کے ماتحت وہ منتشر ہو کر فرداً فرداً زندگی بسر کرنے لگتے ہیں۔ یہ فوراً اپنے مخالف قسم کے الیکٹران سے مل کر فنا ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی ہستی مفقود ہو جاتی ہے۔ عین اسیطرح جس طرح مثبت اور منفی قسم کی بجلیاں جب تک آپس میں مل نہیں سکتیں۔ محسوس کی جا سکتی ہیں لیکن جونہی کہ ایک دوسرے سے مل جاتی ہیں۔ پھر وہ بجلی نہیں رہتیں۔ بلکہ کچھہ اور بن جاتی ہیں۔ اسی طرح یہاں واقعہ ہوتا ہے۔

صرف مادہ ہی نہیں بلکہ بجلی کے ذرات بھی فنا ہو جاتے ہیں

یعنی نہ صرف ان ذرات بجلی کے مادہ سے علیحدہ ہونے سے جس کو انہوں نے تشکل بخشی ہوئی تھی۔ مادہ کا ہی فناہ ہو جاتا ہے بلکہ ایسا کرنے سے یہ اپنی ہستی پر بھی فنا طاری کر لیتے ہیں۔ اور نہ مادہ ہی رہتا ہے۔ اور نہ بجلی ہی۔ یہہ امور ثابت کرتے ہیں کہ مادہ فانی ہے اور اس کو بقا نہیں۔ اور یہ انادی نہیں ہو سکتا اور کہ اس کا فنا اور خلق ہر دم کسی طاقت و دست قدرت کے ماتحت ہوتا رہتا ہے۔ یہ ہے وہ عقیدہ جو آجکل آٹھ دس سال سے مغربی فلسفی دنیا کا ہے۔ اور جس کو میں نے پیش کیا تھا۔ اور آریہ صاحبان سے درخواست کی تھی۔

(۱) کہ اس امر کے انکشاف کے بعد کہ مادہ فانی ہے۔ وہ اپنے عقیدہ کو کہ مادہ اناد ہے چھوڑ دیں۔ اور ستیارتھ پرکاش اور وید کی ان شرتیوں کے جن میں یہ تعلیم دی گئی ہے۔ کچھہ اور معنے نکالیں۔

(۲) اگر نہیں چھوڑ سکتے۔ تو اس کی تردید باقاعدہ طور پر کریں اور یورپین محققوں کو وہ ثابت کر کے دکھلائیں۔ کہ وہ غلطی پر ہیں۔

KHILAFAT LIBRARY

یا تو یورپین فلسفیوں کے اس جدید عقیدہ کو قبول کریں ورنہ اُن کے تردید کر دکھلائیں

(۳) اور اگر جیساکہ دعوے کرتے ہیں وہ ایسا نہیں کر سکینگے تو مادہ کے فانی ہونے پر ایمان لائیں۔ اور نیز چونکہ ان کا دعوےٰ ہے کہ تمام کل علوم ویدمیں ہیں۔ یہ بھی ثابت کریں۔ کہ مادہ کے فنا کا مسئلہ بھی ویدمیں درج ہے۔

(۴) مادہ جب حادث اور فانی ہوا۔ اس کی خلق ہر آن ہوئی۔ اور خدا ابدی خالق ہوا جیساکہ مسلمان مانتے ہیں۔ اس عقیدہ کو قبول کریں۔

(۵) مادہ چونکہ فانی ہے۔ اس کو بقا نہیں۔ ایک وقت ہوگا۔ کہ مادہ بالکل نہ رہے گا۔ اس لئے تناسخ ناممکن ہو گیا۔ اور غلط ثابت ہوا اس لئے اس کو بھی چھوڑ دیں۔ اور جزا سزا کے اس طریق کو جو مسلمان مانتے ہیں۔ یقین کریں۔

اس کے بعد میں نے درخواست کی تھی۔ کہ جب مادہ کے فناء کے مسئلہ سے خدا کی صفات کے متعلق آپ کا عقیدہ مسلمانوں کے مطابق ہو گیا۔ اور جب حکم تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا۔ ہم دعوت دیتے ہیں۔ کہ آؤ جہانتک مسئلہ توحید کا یقین ہے۔ ہم اکٹھے مل کر پھیلانے کے لئے کوشش کریں۔ الخ۔

غرض یہ ہے مختصر لب لباب میرے مضمون کا جو مجھے یقین ہے کہ بہت سے آریہ دلوں تک پہنچ چکا ہے۔ مجھکو خیال تھا۔ کہ آریہ بھائی ضرور اس سے کچھ فایدہ اٹھائیں گے۔ ورنہ کچھ جھوٹ سچ اس کے خلاف ہی لکھیں گے۔ لیکن میرا خیال غلط نکلا۔ اور اللہ کا وعدہ پورا ہوا۔ کہ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ کہ سچ آگیا اور باطل بھاگ گیا۔ تحقیق باطل بھاگ جانے والی چیز ہے۔ یہ حق ایسا ظاہر ہوا۔ کہ باطل کے اس نے طلسم اڑا دیئے۔ اور آج تک کسی کو جرأت نہیں ہوئی۔ کہ پبلک کو غلطی میں ڈالنے کے خاطر ہی کچھ کوشش کرتا۔ نہ آگرہ سے کوئی آواز آئی۔ نہ پرتی ندھی سبھاؤں نے ہی کوئی صدا نکالی۔ اور ہماری اس دلیل کو توڑا مگر وہ بھی کیا کریں۔ توڑیں کس طرح۔ کچھ چھپی ہوئی بات تو نہیں رہی۔ سکولوں میں کالجوں میں لیکچروں میں لکھے پڑھوں میں اس کا وعظ ہو رہا ہے۔ ساری فلسفی دنیا میں ریڈیم کی ایجاد نے انقلاب عظیم پیدا کر دیا ہے۔ جہاں ایک طرف جسمانی کینسر وں Cancerous کو (بیماری ہے سرطان) اس نے اپنی چنگاریوں اور شعاعوں سے راضی کر دیا وہاں روحانی مہلک امراض میں بھی ضروری تھی۔ کہ یہ اپنا اثر دکھاتی۔ ہمیں امید ہے کہ ہمارے سمجھدار انصاف پسند خدا ترس آریہ بھائی ضرور اس سے جب اس میں غور کریں گے۔ فایدہ اٹھائیں گے۔

آج تک کسی مرد صاحب کو ہمارے مضمون کی تردید کا حوصلہ نہیں پڑھا

اس دو تین ماہ کی معیاد میں جو اس مضمون کو شایع کئے ہو چکے ہیں۔ سوائے ایک آواز کے اور ہمیں کوئی سنائی نہیں دی۔ اور وہ پرکاش موزخہ ۱۴ - جولائی کے پرچہ میں ہماری نظر سے گذری۔ اس میں بھائی نارائین سنگھ صاحب نگم بہاری املی دہلی نے ہمارے سارے اس دردِ دل کی اور سچی خیرخواہی جو ہمیں آریہ بھائیوں سے ہے۔ اور جس کی وجہ سے ہم نے اتنی محنت اس مضمون کے لکھنے پڑھنے اور چھپوانے میں خرچ کی۔ ان الفاظ میں قدر کی ہے۔ کہ "ڈاکٹر محمد حسین مرزائی نے جو حملہ آریہ سماج پر کیا ہے وہ میری نظر سے گذرا۔ آج اس بات سے انکار کرنا کہ مغرب کے ودیادان مادہ کو ازلی ابدی مانتے ہیں۔ سورج کے پرکاش سے انکار کرنا ہے۔ اس لئے میں اس طرف نہ جاتا ہوا یہ دکھلانا چاہتا ہوں۔ کہ مادہ کے متعلق اسلامی فلسفہ کیا کہتا ہے الخ وغیرہ وغیرہ) - یہ پڑھکر مجھے یہ شعر یاد آگیا ہے

آنکس کہ نداند وبداند کہ بداند
درجہل مرکب ابدالدہر بماند

اور میری اس رائے میں کہ آریہ سماج کے ممبر عموماً تعلیم یافتہ اور ہوشیار ہیں بہت تغیر واقع ہوا۔ اور یہ ثابت ہو گیا۔ کہ ان میں بھائی صاحب جیسے ناواقف لوگ بہت موجود ہیں۔ جو کہ اپنی آنکھوں پہ تعصب کی پٹی باندھکر وہی راگ الاپ رہے ہیں۔ جو دس سال ہوئے۔ کہ زمانہ چھوڑ کر آگے نکل گیا۔ میں نے اس جگہ خدا کا شکریہ ادا کیا۔ کہ اس نے ہم کو ان میں سے نہیں رکھا۔ اور یہ اللہ کا فضل ہے۔

ہم بھائی صاحب کو بلند آواز سے للکار کر جگاتے ہیں اور ہوش میں لاتے ہیں۔ کہ بھائی صاحب اٹھو۔ وہ زمانہ تو کبھی کا گذر گیا۔ جب آپ مادہ کی ازلی چادر تان کر بستر استراحت پر دراز ہوئے تھے۔ اب مادہ کی ابدیت کا سورج ڈوب گیا۔ اور اس کا پرکاش اب افریقیہ کے بحر ظلمات کے پاتال کی کسی کھوہ میں جا چھپا ہوا ہے۔ جہاں سے اس کا نکلنا ناممکن نظر آتا ہے۔

آپ مادہ کے مد کے نشا میں اس قدر سرشار ہیں کہ غفلت سے آنکھ ہی نہیں کھلتی۔ یا آنکھیں ہی اس سورج کے پرکاش نے ایسی خیرہ کر دی ہیں۔ کہ تیر اسلام کی شعاعوں کو دیکھ

نہیں سکیں - آخر عقل عقل پکارا کرتے تھے اور یورپ کے ود دانوں سے محبت کیا کرتے تھے - کسی ودوان یورپین سے ہی جو تازہ مغرب سے آیا ہوا ہو - اپنی مرض کی تشخیص کروالیں - ہوسکتا ہے وہی کوئی تریاق آپ کے لئے تجویز کرے - اور آپ پر ثابت ہو جائے - کہ جس چیز کو آپ سورج سمجھے ہوئے تھے - وہ ٹوٹ کر گرنے والا ستارہ ہی نکلا - جو

مادہ کی ازلیت اور ابدیت کو چھوڑو اور حقیقی ازلی ابدی وجود کو پکڑو

ہمارے دیکھئے دیکھئے

زمین پر گرا - اور زمین سے ٹکرا کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا - افسوس آپ اس منظر کو نہ دیکھ سکے - ورنہ اس طرح نہ چڑ چڑا اٹھتے - اب اور سورج چڑھ گیا ہے - اب وہ ستارہ آپ کو کبھی نظر نہیں آئیگا - وہ جس کو آپ نے ازلی سمجھا تھا - اب فنا ہو چکا -

بہائی صاحب میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں جاگو اور اس شعر کا مصداق اپنے حال کو بناؤ - جو کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ جیسوں کے لئے غیب سے علم پا کر لکھا تھا ؎

چھوڑ دو وہ راگ جس کو آسمان گاتا نہیں
اب تو ہیں اے دل کے اندھو دین کے گن گانے کے دن

اب مادے کی بقا کا زمانہ گیا - اس کے فنا کا زمانہ ہے - اور اس قادر مطلق خدا کی قدرت کے کرشموں پر ایمان لانے کے دن ہیں - جو کن کے کہنے سے زمین و آسمان کو اپنی قدرت سے بغیر مدد مادہ اور روح کے پیدا کرسکتا ہے اسی طرح جس طرح اس کا ایک عاجز انسان اس کی دی ہوئی طاقت کو خرچ کر کے صرف شیشہ کی ایک رگڑ ریشم کے رومال سے بجلی کو چمکا دیتا - پہلے کوئی وجود نہ تھا - یعنی خرچ کرنے شیشہ یا رومال کے پیدا کر دیتا ہے اور یہ سب اس لئے ہوتا ہے کہ آپ جیسے خوابیدہ انسانوں پر حجت تمام ہو جائے اور یہ ثابت ہو کہ کس طرح وہ بغیر اسباب کے اپنی قوت سے ہی بجلی اور پھر بجلی سے مادہ کو پیدا کر سکتا ہے

مذکورہ بالا عبارت ہمارے سارے اعتراض کے جواب میں لکھ کر بہائی صاحب نے بہت سا غطر بود لکھ مارا ہے - اور بعض اعتراض جن کا جواب آگے کئی بار لکھ دیا ہے - پھر دہرا رہے ہیں - تاکہ اصل بحث خبط ہو جائے - چھوٹی عمر میں ایک کہاوت جاٹ اور برہمن کی سنا کرتے تھے - وہ ان پر صادق آئی ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک دفعہ ایک جاٹ اور برہمن کا مشاعرہ ہوا - جاٹ نے برہمن سے کہا - کوئی قافیہ تم کہو - برہمن نے کہا - جاٹ رے جاٹ - تیرے سر پر کھاٹ اب برہمن نے کہا اس کا جواب تم سناؤ - اس سے جواب تو کچھ بن نہ آیا - اس نے کہا کہ برہمن رے برہمن تیرے سر پر کولھو - برہمن نے پوچھا بھائی اس کا مطلب کیا - یہ تو درست نہیں - تو جاٹ نے کہا وزن تو زیادہ ہوگا نیچے آئیگا - تو اور نہیں مر ہی جائیگا - سو اس مضمون کے لکھنے میں سردار صاحب نے اپنے بزرگ بہائی کی تقلید کی ہے - جواب تو کچھ بن نہیں آیا - چلو جی اعتراض لکھ دو اور نہیں طاقت ادھر ہی لگ جائیگی - میں بہائی صاحب سے عرض کرتا ہوں - کہ اس کے جواب ہم دے چکے ہیں - آئندہ بھی دیں گے - لیکن اس وقت معاملہ زیر بحث فنا مادہ ہے - ہم نے دلائل قاطع سے اس فلسفہ سے جس پر آپ کو ناز تھا - یہ ثابت کر دیا ہے کہ مادہ فانی ہے اور ازلی نہیں - اب آپ اسی کو ذریعہ ہمارے دعوے کو غلط ثابت کریں اور ادھر ادھر نہ جائیں - ہم آپ کے دلائل سننے کو ہر طرح طیار ہیں -

KHILAFAT LIBRARY

مادہ فانی ہے

آریہ سماج کا اصول اعظم یا مائہ ناز مسئلہ مادہ کی ازلیت اور ابدیت ہے - گویا یہ آریہ سماج کا بنیادی پتھر ہے جس پر آریہ سماج کی عمارت کا ڈھانچہ کھڑا ہے - جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے بڑے بڑے علامہ فلاسفروں کی شہادتوں سے آریہ سماج کے اس اصول اعظم کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا ہے - جزاک اللہ احسن الجزا - یہ مضمون اگرچہ اخبار پیغام اور رسالہ میگزین میں بھی چھپ چکا ہے - مگر حقیقت میں یہ مضمون اس قابل ہے کہ اس کی جسقدر بھی اشاعت ہو کم ہے - اس لئے ہم بڑے فخر اور خوشی کے ساتھ اس قیمتی مضمون کو اپنے اخبار میں درج کر کے نور کے ناظرین تک اس جدید مژدہ کی بشارت پہنچاتے ہیں - میں دیگر مسلم معاصرین کی خدمت میں بھی یہ عرض کرونگا - کہ وہ اس قیمتی مضمون کو اپنے صحائف گرامی میں درج کر کے ثواب دارین حاصل کریں - کیونکہ ایسے از بس مفید مضمون کی جسقدر بھی اشاعت ہو کم ہے - ایڈیٹر

مادہ کے متعلق پرانی تھیوری

آج سے قریباً دس سال پہلے اس دنیا کی ظاہری بناوٹ کے متعلق سب سائنس دانوں اور فلسفیوں کو اس امر پر اتفاق تھا - کہ یہ ساری کائنات مادہ اور خلو سے بنی ہوئی ہے اور کہ یہ مادہ اپنی جگہ نہایت ہی چھوٹے چھوٹے

ہم ہو سکنے والے ذرات سے مرکب ہے۔ جو کہ ۷۰ قسم کے پائے جاتے ہیں۔ اور عنصر کہلاتے ہیں ہر ایک عنصر اپنی جگہ ایک علیحدہ ہستی ہے جس کے ذرات یا ایٹم ایک خاص شکل اور خاص اوصاف اپنے اندر رکھتے ہیں۔ نیز یہ بھی مانا گیا ہے۔ کہ یہ ہمیشہ سے اسی شکل میں اپنی صفات کے ساتھ جو ان میں آج پائی جاتی ہیں۔ موجود چلے آتے ہیں یعنی وہ ذرات مادہ جن سے یہ ساری دنیا مرکب ہے غیر فانی اور غیر متبدل ہیں۔ اور ہمیشہ سے اسیطرح موجود ہیں۔ اور ہمیشہ تک اسی طرح موجود رہینگے۔ مذکورہ بالا خیال تھا۔ کہ جو آج سے دس سال پہلے ساری دنیا میں مانا جاتا تھا۔ اور جو کہ ایک سو سال تک فلسفی دنیا میں حکمران رہا تھا۔

اس گذشتہ فلسفہ کے بیان کرنے کے بعد ہم اب ذیل میں اس تحقیقات کا نتیجہ تحریر کرینگے۔ جو ان گذشتہ چند سالوں میں سائنس والوں نے کی ہے اور اس حقیقت کو جو مادہ کے متعلق حال کے فلسفیوں اور سائنس دانوں کے خیال میں پایہ یقین تک درست ثابت ہو چکی ہے۔ مفصل طور پر بتائیں گے۔ و ما توفیقی الا باللہ

KHILAFAT LIBRARY

فلسفیوں کے دو بڑے کام اور ان کی تقسیم

مصنف کتاب موسومہ ایولیوشن دی ماسٹر کی اس کتاب کے صفحہ ۲۸ پر ارقام فرماتے ہیں کہ فلسفیوں اور عقلمندوں کے دنیا میں دو بڑے کام ہوتے ہیں۔ اول دنیا اور دنیا کی چیزوں کے حالات میں غور کر کے ان کی اصل حقیقت اور ماہیت کو معلوم کرنا اور یہ سمجھنا کہ ان کی پیدائش کا اصل مدعا کیا ہے۔ دوم ان واقعات سے جو ان کے مشاہدہ سے گذریں۔ ایسے نتائج نکالنے کی کوشش کرنا جو انسان کے لئے عملی رنگ میں مفید ثابت ہوں۔ اور دنیا میں امن اور صلح قائم کر کے اسکی ترقی کا موجب ہو سکیں۔ اس تحقیقات میں ہر ایک فلسفی کو کچھ نہ کچھ باتیں اصول موضوعی کے طور پر مان لینی پڑتی ہیں۔ اور عین اسی طرح جس طرح حساب میں فرض کر لیا جاتا ہے۔ کہ نقطہ ایک ایسی چیز ہے جس کی نہ کوئی لمبائی ہو اور نہ چوڑائی اور نہ موٹائی اور اس سے آگے علم حساب کے مشکل سے مشکل مسائل کو حل کیا جاتا ہے ایسی طرح فلاسفر چند امور اصول موضوعی کے رنگ میں مان کر ان پر اپنی تحقیقات کی بنیاد رکھتے ہیں۔ پھر مصنف کتاب فرماتے ہیں۔ کہ جیسے اور فلسفی اپنے زمانہ کے معلومہ مسائل کو مان کر آگے تحقیقات شروع کرتے ہیں۔ اسی طرح سپنسر نے بھی کیا۔ جو کہ اپنے زمانہ کا بڑا بھاری فلاسفر مانا گیا ہے۔ اور جس کے پیچھے لگ کر ہمارے بہت سے نوجوان اپنے مذاہب سے دست بردار ہو بیٹھے ہیں۔ سپنسر نے اپنی کتاب موسومہ فسٹ پرنسپلز میں ایک باب باندھا ہے جس میں اس نے ثابت کیا ہے کہ مادہ انادی ہے اور غیر فانی ہے اور لازوال ہے۔ مصنف آگے لکھتا ہے کہ سپنسر صاحب کا یہ خیال کہ مادہ غیر فانی ہے گذشتہ چالیس سال کے سخت عقلی جد وجہد کا مقابلہ نہیں کر سکا اور آخر بالکل غلط ثابت ہوا ہے۔ اور دنیا کو یہ ماننا پڑا ہے۔ کہ مادہ فانی ہے۔ اور اس کو بقا نہیں۔ لیکن اس خیال کی نسبت جو تقریباً سو سال تک دنیا میں حکمران رہا ہو۔ بغیر اس کے تشیب و فراز میں غور کرنے کے یہ کہکر گذر جانا کہ وہ اب متروک ہو گیا ہے۔ بالکل نامناسب ہے۔

مادہ فانی ہے

اس لئے ہم ذیل میں اس امر پر بحث کریں گے کہ کس طرح اس خیال کی غلطی کا انکشاف ریڈیم کی دھات کی ایجاد سے ہوا۔ آجکل یہ امر یقینی طور پر ثابت ہو گیا ہے۔ اور مشاہدہ اور تجربہ نے بتا دیا ہے کہ اس تدریجی ترقی کی راہ میں جو ہم اس کائنات کے ہر شعبہ میں دیکھتے ہیں۔ اور جس کی وجہ سے جو دنیا کی حالت آج نظر آتی ہے۔ وہ اس سے ہزار سال پہلے نہ تھی۔ اس ترقی کی راہ میں مادہ صرف ایک منزل ہے۔ جو کہ دنیا کو طے کرنی پڑتی ہے۔ ایک زمانہ تھا۔ کہ وہ مادہ جو ہم دیکھتے ہیں موجود نہ تھا۔ اور پھر ایک زمانہ ہوگا۔ کہ وہ موجود نہ ہوگا۔ یعنی مادہ فانی ہے۔ اور اس کو بقا نہیں۔ ان خیالات کی بنا ریڈیم کی ایجاد نے رکھی اس نے چند ایک خواص ظاہر کئے جن کو انسان مشاہدہ کر سکتا ہے چونکہ یہ بھی باقی عناصر مادہ کیطرح ایک عنصر ہے یعنی سونے۔ چاندی تانبا وغیرہ دھاتوں کی طرح یہ بھی ایک دھات ہے۔ اس لئے یہ ماننا پڑا۔ کہ جو حقیقت یہ مادہ کی ثابت کرتی ہے وہ اصل ہے۔ اس لئے مادہ کی حقیقت کو اچھی طرح ذہن نشین کرنے کے لئے ہم ان

مادہ کی اصلی حقیقت کا مشاہدہ

کیفیات کو پیش کرینگے۔ جو کہ ہم ریڈیم کی دھات میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ تا ہم ساری مادی دنیا کی حقیقت کو خیال میں لا سکیں۔ واضح ہے کہ ریڈیم دھات کو اگر اس آلہ میں رکھکر دیکھا جاوے جس کو سپکٹروسکوپ کہتے ہیں۔ تو اس میں ریڈیم سے روشنی کی کرنیں کیا ہیں تحقیقات سے معلوم ہوا کہ یہ بجلیاں کی چنگاریاں ہیں جو کہ متواتر ریڈیم سے پیدا ہوتی رہتی ہیں اور جن کے اس طرح نکلنے سے یعنے ریڈیم کے ایک حصہ کو جو کہ مادہ کا ایک عنصر ہے ہر آن ایک فنا سے گذرنا پڑتا ہے۔ یعنی وہ جو مادہ تھا۔ آہستہ آہستہ بجلی کی چنگاریاں بن جاتا اور فنا ہو کر بجلی کی شکل اختیار کرتا ہوا کسی نامعلوم حالت میں چلا جاتا ہے۔ یعنی فنا ہو جاتا ہے

مذکورہ بالا نظارہ حال میں دو اور دھاتوں میں بھی نظر آیا جن کو تھوریم اور یورینیم کہتے ہیں یہ واقعات ثابت کرتے ہیں۔ کہ مادہ کی اصل حقیقت یہی ہے کہ اس کا ہر ایک عنصر نہایت ہی چھوٹی چھوٹی بجلی کی چنگاریوں سے بنا ہوا ہے۔ جس کا نام سائنس والوں نے الیکٹران رکھا ہے۔

بالفاظ دیگر ریڈیم ۔ تھوریم ۔ یورینیم ۔ سونا چاندی سکہ ۔ تانبا وغیرہ کیا ہیں ۔ صرف ان کروڑہا بلکہ بے انتہا چھوٹے چھوٹے بجلی کے ذرات کا مجموعہ ہیں ۔ جن کو مختلف طرز پر ترتیب دینے سے ہر ایک عنصر پیدا کیا گیا ہے ۔ یعنی ان ذرات بجلی کو ایک ترتیب سے باندھنے سے ریڈیم بنائی گئی ۔ اور دوسری طرز سے باندھنے سے سونا بنایا گیا ۔ اور علیٰ ہذا القیاس ۔ اور کہ ان سب میں سے یہ ذرات بجلی ہر دم علیحدہ ہوتے رہتے ہیں ۔ کسی میں سے زیادہ تیزی کے ساتھ اور کسی میں کم رفتار کے ساتھ ۔ اور اس طرح ہر آن ان کے فنا کا موجب ہوتے رہتے ہیں ۔ یعنی یہ ذرات بھی جن سے مادہ مرکب ہے ۔ ہر دم منتشر ہوتے رہتے ہیں ۔ یہاں تک کہ مادہ مادہ نہیں رہتا ۔

مادہ کا فناہ ہوکر دوسری غیر مادی شکل اختیار کرنا

بلکہ بجلی کی شکل اختیار کر لیتا ہے ۔ جو کہ مادہ نہیں ہے بلکہ ایک طاقت ہے ۔ پس مادہ کیا ہوا بجلی کے ذرات کا مجموعہ ۔ جب تک ان ذرات کا آپس میں رشتہ تعلق موجود ۔ مادہ موجود ۔ جونہی کہ تعلق ٹوٹ گیا ۔ مادہ کا فناہ ہو گیا ۔ اور یہ فنا جیسا کہ ریڈیم کی حالت سے ظاہر ہوتا ہے ۔ ہر ہزار دس حصہ سیکنڈ میں مادہ پر واقع ہوتا رہتا ہے ۔ اور یہ بجلی کے ذرات کروڑہا میل فی سیکنڈ کی رفتار سے بھی زیادہ مادہ سے جدا ہو کر کسی نامعلوم حالت کو چلے جاتے ہیں ۔ اور مادہ کے فنا کا باعث ٹھہرتے ہیں ۔ اگرچہ ان واقعات سے مادے کا فناہ تو ثابت ہو گیا ۔ لیکن اس کے انادی ماننے والے اس جگہ یہ سوال پیش کر سکتے ہیں کہ ہم ان چھوٹے چھوٹے ذرات کو ہی جو باہر کو اڑتے ہیں ۔ اور جن سے آج یہ سارا مادہ مرکب مانا جاتا ہے بجائے گذشتہ زمانہ کے ایٹم کے لاتبدیل خیال کر سکتے ہیں ۔ اور اسی طرح مادہ پھر بھی غیر فانی ہی ٹھہرتا ہے ۔ اور اصل حقیقت بھی یہی ہے ۔ کہ اگر مزید تحقیقات کچھ اور نہ ثابت کر دیتی ۔ تو صرف مذکورہ بالا واقعات کی بنا پر مادے کے غیر فانی ہونے کا مسئلہ پورے طور پر غلط نہ ٹھہرتا ۔ لیکن موجودہ تجربے نے کھلے طور پر یہ ثابت کر دیا ہے ۔ کہ یہ الیکٹران یا بجلی کے ذرات جو انتہائی حصے مادے کا یقین کئے جاتے ہیں ۔ مادے کی تعریف میں نہیں آ سکتے ۔ اور وہ مادہ نہیں ہیں ۔ بلکہ طاقت ہیں ۔ پس موجودہ تحقیقات نے ثابت کر دیا کہ یہ ساری کائنات مادی ۔ جس سے یہ سورج ۔ زمین ۔ چاند ۔ سیارے معدنیات ۔ نباتات ۔ حیوانات اور انسان بنے ہوئے نظر آتے ہیں ۔ یہ حقیقت میں سوائے بجلی کی مختلف صورتوں کے اور کچھ نہیں ۔ یعنی یہ سارے کا سارا نظارہ ایک برقی منظر ہے ۔ جس کے ذرات کو مختلف طور پر ترکیب دینے سے مختلف شکلیں پیدا ہوتی ہیں ۔ کہیں وہ سونا ہے کہیں انسان جس میں ہم سب یہاں موجود نظر آئے ہیں ۔ یعنی ہم سارے کا سارا اگر وہ جو یہاں موجود ہیں ۔ اور

انادیت مادہ کا ابطال

یہ ساری کائنات جس میں ہم موجود نظر آتے ہیں ۔ کیا ہیں ۔ ذرات بجلی کا ایک مجموعہ جن کا اجتماع ہمارے لقاء کا موجب ہوتا ہے ۔ اور جن کا انتشار ہمارے فناہ کا ۔ اور اب جب مادہ بجلی کی ایک صورت مان لیا گیا ۔ تو پھر ایک معترض کہہ سکتا ہے ۔ کہ اچھا مادہ کا فناہ تو مان لیا گیا ۔ لیکن اس بجلی کو تو بقا ہے جس سے یہ مادہ بنا ۔ اس اعتراض کا جواب اصل تو یہی ہے کہ مادہ اور بجلی دو مختلف مانی چیزیں ہیں ۔ جب وہ مادہ نہ رہا ۔ پھر خواہ وہ کچھ ہے ۔ اس کو تو فناہ ہو گیا ۔ وہ موجودہ شکل میں جس میں وجود کا اظہار اس میں مانا جاتا ہے ۔ تو موجود نہ رہا ۔ اور اس کا انادی ہونا غلط ثابت ہو گیا ۔ وہ تو اس قابل نہ رہا کہ اس صورت اور ہیئت میں اسے انادی مان لیا جائے ۔ انادی ہونا تو کجا وہ سیکنڈ کے ۱/۱۰۰۰ حصہ میں بھی ایک فنا سے گذرتا ہے ۔ دوسرا جواب اس اعتراض کا یہ ہے ۔ کہ ان بجلی کے ذرات کو بھی آخر بقا نہیں ۔ کیونکہ مشاہدہ بتاتا ہے کہ وہ اپنے مرکز سے جدا ہو کر کسی نامعلوم حالت کو جاتے ہیں ۔ جہاں جا کر وہ تباہ ہو جاتے ہیں ۔ اور ان پر بھی اس طرح فناہ طاری ہو جاتی ہے ۔ اس امر کو سمجھنے کے لئے کہ وہ نامعلوم حالت

مادہ فناہ ہوکر دوسری شکل اختیار کیا کرتا ہے آخر وہ شکل بھی فناہ ہو جاتی ہے

KHILAFAT LIBRARY

اور کس طرح وہاں ان کو فناہ ہوتی ہے ۔ ضروری ہے ۔ کہ ہم سرسری طور پر ان قوانین کو سمجھ لیں ۔ جو بجلی میں کام کرتے ہیں ۔ کیونکہ جیسا کہ اوپر بیان اور ثابت کیا گیا ہے ۔ وہ ذرات جن سے مادہ بنتا ہے ۔ بجلی کے ذرات ہیں ۔ سو واضح رہے کہ اگر ہم ایک ریشمی رومال اور ایک شیشے کا رومال لیں اور ان کو بنظر غور دیکھیں ۔ تو وہاں ہم کو کوئی بجلی نظر نہیں آتی ۔ لیکن اگر ان ہر دو کو آپس میں زور سے رگڑیں ۔ اور پھر دیکھیں ۔ تو ہر دو پر ہم کو بجلی معلوم ہوتی ہے ۔ یعنی وہ طاقت جو ان کو آپس میں رگڑنے سے خرچ ہوئی بجلی بن جاتی ہے اور پھر وہ بجلی شیشہ پر ایک قسم کی ہوتی ہے اور ریشمی رومال پر دوسری قسم کی ۔ ایک قسم کی بجلی کو مثبت

مادہ کے فانی سمجھنے کی ایک آسان راہ

...ے ذرات سے علیحدہ رہنے کی - لیکن
یہ ہر دو مخالف قسم کی بجلیوں کے ذرات آپس
میں ہمیشہ ملنے کی خواہش رکھتے ہیں - اور
جب کبھی مثبت قسم کے بجلی کے ذرات منفی قسم
کی بجلی کے ذرات سے ملتے ہیں - تو پھر وہ
بجلی نہیں رہتے - بلکہ وہ طاقت کی شکل اختیار کر
لیتے ہیں - جو کہ ان کی پیدائش کی وجہ سے ہوئی تھی
اس قانون کے سمجھنے کے بعد واضح ہووے
کہ یہی حالت ان بجلی کے ذرات کی ہے - جتنے
مادہ مرکب ہے - بعض ذرات مادہ کو اگر منفی
جسم کے مانا جاوے - اور بعض کو مثبت کے -
تو یہ جانتے ہوئے کہ ریڈیم ایک ہی قسم کے
ذرات بجلی سے بنی ہوئی ہونی چاہئے

...ہتا کہ کیوں اس کے ذرات ہمیشہ باہر کو
اڑتے ہوئے نظر آتے ہیں - کوئی مشکل امر
نہیں رہتا - کیونکہ وہ ذرات ایک ہی قسم کے
ہیں - اس لئے ضروری ہے - کہ وہ اپنے
ہم جنسوں سے علیحدہ ہونے کی کوشش کرتے
رہیں - اور چونکہ مخالف قسم کے ذرات بجلی
ہر دم ان کو اپنی طرف کھینچتے رہتے ہیں - اس
لئے یہی ضروری ہے کہ وہ باہر کو اڑتے ہوئے
نظر آویں -

مادہ ایک عارضی رشتہ ہے جو ہر آن فنا ہوتا رہتا ہے

اور یہ جو پایا جاتا ہے - کہ وہ اپنے مرکز سے
علیحدہ ہو کر کوئی نامعلوم حالت اختیار کر لیتے
ہیں - اس کا سبب یہ ہے کہ جب وہ اپنے
ہم جنسوں یا اپنی قسم کے ذرات بجلی سے علیحدہ
ہو جاتے ہیں - تو پھر مخالف قسم کے ذرات
بجلی سے جا ملتے ہیں - اور خود بھی فناہ ہو جاتے
ہیں - اور اپنے مخالف قسم کے ذرات بجلی کو بھی
فنا کر دیتے ہیں - یعنی دونوں بجلی نہیں رہتے -
اور فناہ ہو جاتے ہیں - اور ایک اور نامعلوم چیز
میں جاتے ہیں - جو نہ مادہ ہوتی ہے - اور نہ بجلی
بلکہ ایک نئی چیز - وہ نامعلوم چیز وہ طاقت ہے
جو ان کی پیدائش کا موجب ہوئی تھی - پس اس
تحقیقات نے ثابت کر دیا - کہ مادہ کو ہر دم فنا
ہے اور کہ مادہ کے فنا کا نتیجہ بجلی ہوتا ہے - اور
پھر بجلی کو بھی بقا نہیں بلکہ وہ بھی فنا ہو جاتی ہے
پس مادہ کیا ہے - عارضی رشتہ ہے - ذرات
بجلی کا - جو کہ ارادہ الٰہیہ کے ماتحت اسی دست
قدرت کی طاقت کی طاقتوں کے ذریعہ پیدا
کیا جاتا ہے - جونہی کہ وہ رشتے ذرات بجلی
کے قطع ہو جاتے ہیں - مادہ کا فنا ہو جاتا ہے
غرض جہانتک مادہ کا تعلق تھا - اس کا فنا ثابت
ہو گیا -

KHILAFAT LIBRARY

محاربہ ترکی و اطالیہ - آثار صلح - لندن ۱۴
اگست سوئٹزرلینڈ میں غیر رسمی طور پر کچھ عرصہ
باہم اغراض سے گفتگوئیں ہوتی رہی ہیں کہ ترکی
اطالوی محاربہ کو ختم کرانے کی کوئی بنیادی صورت
سوچی جائے - اب تک تو کوئی قطعی بات
طے نہیں ہوئی - تاہم یہ عام خیال ہے کہ لڑائی
غالباً جلد ختم ہو جائے گی - یہ بھی خیال ہے کہ
...نمنٹ میں فرانسیسی وزیر اعظم کی
...س بارہ میں فائدہ اٹھایا جائیگا
... سوچی جائے گی جب
...

...لزلہ - ۱۴- اگست لندن - آخری خبر ہے
...ترکی زلزلہ سے ۱۰۷ آدمی ہلاک ہوئے
...ور ۱۸۶۷۳ مکانات گرے -
...ترکی حکومت نے فخر الدین بک کو سنٹجی
... (بلگریڈ) میں ترکی سفیر مقرر کیا ہے -

فرانسیسیوں کی بہادری - ٹولون (فرانسیسی
بندر) ۱۴- اگست - اس بندرگاہ میں ایک فرانسیسی
بیڑہ لنگر زن رہتا ہے - ایک مصافی جہاز کے
انجن کی چند نالیاں پھٹ گئیں - ان کے دھماکہ
سے اہل جہاز میں بھاگڑ پڑ گئی - اور کئی ملاح
سمندر میں کود کر کنارہ پر آ گئے - کپتان جہاز
نے بگل بجا کر انہیں واپس بلایا - اور واپسی
پر اس اظہار نامردی پر انہیں سخت زجر و
توبیخ کی -

جدید سلطان مراکو مولائے یوسف کی تخت
نشینی کا جسے حفیظ اپنا جانشین کر گیا ہے
آج مراکو کے شہر رباط میں اعلان عام ہوا - اور
بے شمار سلامیاں اتاری گئیں - مگر باشندگان شہر
نے کسی کارروائی میں کوئی دلچسپی نہ لی -
ہسپانیہ کے شمال میں ہسپانوی ماہی
گیروں کے ایک سو جہازوں کا بیڑا طوفان
میں گھر گیا - کئی جہاز غرق ہو گئے ہیں
خلیج فارس سے اسلحہ لانے کے لئے افغانوں
کا ایک قافلہ بلوچی دلالوں کی تحریک پر پھر تیار
ہو رہا ہے - اور بقول پائینیر ڈیرہ و جلال آباد کی
سڑک پر غیر محفوظ ہو گئی ہے - ایک افغان عہدہ
دار کا سامان حال میں لٹ گیا - اور کہ سڑک پر
گاڑیوں کی آمد و رفت شروع ہونے کی خبر سے
قدیمی باربردار آزردہ ہوئے - تو انہیں تسلی
دلائی گئی - کہ صرف سرکاری مال گاڑیوں پر
جائیگا - باقی سامان بدستور وہی اپنے
جانوروں پر لایا کریں گے -
واقعہ کوئٹانہ - قسطنطنیہ ۱۰- اگست باب
عالی نے بلگیریا کے پرزور مطالبات کے جواب
میں وعدہ کیا ہے - کہ واقعہ کوئٹانہ کی کامل تحقیقات
کر کے مجرموں کو سزا دی جائے گی -

KHILAFAT LIBRARY

آٹا پیسنے کی چکی یا لوہے کا خراس

آٹا فی گھنٹہ ۱۰ سیر پختہ اور دانہ فی گھنٹہ ۲ من پختہ تیار ہوتا ہے۔ وزن مشین تخمیناً ۷ من ۳۰ سیر پختہ ہوگا قیمت درجہ اول معہ درجہ دوم ۸ للعہ فی من پختہ مبلغ دس روپیہ بیعانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاسکتا ہے۔ اور کماد پیلنے کے بیلنے آہنی برائے فروخت ہر قسم موجود ہیں۔ مولا بخش غلام حسین کریم بخش مستریان آہن فیکٹری بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

سونگلا یہ ایک مذہبی دلچسپ ناول ہے جس میں رد تناسخ اور تناسخ کی لغویت تناسخ کی خوفناک سے خوفناک برائیاں۔ تناسخ کے شرمناک سے شرمناک نتائج کو نہایت اعلیٰ کمال دلسوز پیرایہ میں کھلایا گیا ہے قیمت صرف ۸ر ملنے کا پتہ۔ (مینجر اخبار نور قادیان)

کارخانہ راحت روح عطریات قنوج

یہاں ہر قسم کے عطریات گلاب کیوڑہ۔ موتیا چنبیلی حنا۔ ہر باندی وغیرہ فی تولہ ۸ر سے لیکر (صمہ) تک اور تیل بالوں کا چنبیلی۔ حنا وغیرہ فی سیر ایک روپیہ سے لیکر صمہ تک اور عرق گلاب وکیوڑہ وغیرہ فی سیر ایک روپیہ سے لیکر للعہ تک اور ہر قسم کے عطردان اور ہر قسم کی شیشیاں گلقند قوام تمباکو خوردنی خمیرہ خوشبودار وغیرہ لوازمات از روئے بازار نرخ ترمیم ہوتا رہتا ہے جو صاحب طلب فرماویں۔ پورا پتہ خوش خط بنام کارخانہ ارسال فرماویں۔ اجازت دینے یا پیشگی قیمت خصوصاً ریلوے پارسل کے لئے تو کچھ نقد ضرور آنا چاہئے۔

المشتہر

کارخانہ راحت روح عطریات قنوج محمد عبداللہ

وسعداللہ احمدی سے مل سکتا ہے

کلکتہ کی مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہو

فصلی بخار اور طحال کی دوا

یہ دوا بیس سال سے سارے ہندوستان میں استعمال کیجاتی ہے۔ اگر آپ بخار میں مبتلا ہیں اور سب قسم کے علاج کرا کے تنگ آگئے ہیں۔ تو اس مجرب دوا کو ایک مرتبہ ضرور منگا کر استعمال کریں۔ اسمیں چند فایدے لاجواب ہیں ملیریا کیڑوں کو مار دیتی ہے اسلئے اسکی چار پانچ خوراک پیتے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے اور یہ خون کو گاڑھا کر دیتی ہے۔ اور تلی کو گراتی ہے۔ قیمت فی شیشی کلاں ۴ر۔ محصولڈاک ۵ر دو شیشی تک ۸ر

داد کا مجرب مرہم

ایک مرتبہ کے لگانے سے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے دو تین مرتبہ لگانے سے یکدم اچھا ہو جاتا ہے قیمت فی ڈبیہ ۸ر محصولڈاک ایک ڈبیہ سے ۷ ڈبیہ تک ۵ر اور بارہ ڈبیہ تک ۶ر

کھانسی کی دوا

یہ دوا اچھا ہے کیسی ہی کھانسی ہو۔ اس کو آرام کرتی ہے۔ اس میں یہ فوائد ہیں (۱) کھانسی کو دبانا (۲) سردی سے بچانا (۳) کف کو پتلا کرنا (۴) کف کو نکالنا (۵) سوکھا کھانسی کو روکنا قیمت بڑی شیشی ۲۳ خوراک ایک روپیہ پیکنگ ومحصول ڈاک ۵ر

(اس دوا پر مہاراجہ صاحب کی رائے)

مہاراجہ دل گنجن سنگھ دیو بہادر فیوڈٹری چیف پٹنہ اسسٹنٹ بونگیر ضلع سنبھل پور سے لکھتے ہیں جناب من آپ کی روانہ کردہ کھانسی کی دوا کے لئے مشکور ہوں اس دوا سے ہماری کھانسی بالکل دفع ہو گئی۔ مجھے صرف ۷ خوراک پینے سے زیادہ درکار نہ ہوئی۔ کھانسی مجھے بہت دنوں سے تکلیف دے رہی تھی اسوجہ سے دوبارہ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

اصلی ممیرے اور ممیرے نے سر... شائع ہو رہا ہے۔ اس عرصہ میں بہت ... فایدہ اٹھایا ہے۔ یہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب کا بتایا ہوا ہے۔ آپ نے اس کے متعلق فرمایا کہ "برائے امراض چشم بسیار مفید" یہ سرمہ۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ سبل۔ اور سرخی۔ اور موتیا بند وغیرہ امراض چشم کے لئے نہایت مفید قیمت سرمہ قسم اول فی تولہ ع قسم دوم عہ ... ممیرا جس کی اصلی قیمت ... روپیہ فی تولہ ... فی الحال دو ماہ کے لئے اس کی رعایتی قیمت صرف تین روپیہ فی تولہ کر دی ہے۔ بعض ... نے مجھے ایسا کرنے پر مجبور کیا

ست سلاجیت

(محیط اعظم سے نقل کیا گیا۔ جسکی عبارت یہ ہے) مقوی جمیع اعضا، نافع صرع مشتہی طعام۔ قاطع ... ریاح۔ دافع بواسیر وجذام واستسقاء زردی رنگ و تنگی نفس و ... شیخوخیت وفساد بلغم کرم شکم مفتت سنگ گردہ ومثانہ وسلسل ... سیلان منی و یبوست و درد مفاصل وغیرہ ... بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ نخود صبح کے وقت ... کے ساتھ استعمال کریں قیمت دو تولہ ایک ...

لنگی

ہر قسم کی لنگ... اور سیاہ وسفید۔ ... صافے سفید اور باداحی اور ریشمی ... ہر قسم اور قیمت کی مل سکتی ہیں

احمد نور کابلی مہاجر سوداگر

ضلع گورداسپور